تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

35

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
30 واں سال

13 تا 19 صفر المظفر 1443ھ/21 تا 27 ستمبر 2021ء

ظلم کا خاتمہ اور عدل کا قیام

ظلم کسی بھی حالت میں قابلِ قبول نہیں ہے۔ ظالم فرد ہو یا جماعت، عوام ہوں یا حکومت، ظلم کا ساتھ کسی صورت میں بھی نہیں دیا جا سکتا۔ ظالم کے ساتھ تعاون کرنے والا بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک ظلم میں برابر کا شریک ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’جس کسی نے حق کو دبانے کے لیے باطل کا ساتھ دیا اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اس سے برأت و بےزاری کا عام اعلان ہے۔‘‘

صحابیٔ رسول ﷺ حضرت عمر بن سعد رضی اللہ عنہ نے اسلام کی کتنی خوشنما تعریف کی ہے! فرماتے ہیں ’’اسلام ایک ناقابلِ شکست فصیل ہے اور مضبوط دروازہ! اسلام کی فصیل اس کا عدل و انصاف ہے اور اس کا دروازہ حق و صداقت! اگر یہ فصیل گر جائے اور یہ دروازہ ٹوٹ جائے تو اسلام مغلوب ہو جائے گا۔ جب تک سلطان مضبوط ہوگا، اسلام غالب رہے گا اور سلطان کی مضبوطی تلوار اور کوڑے کی بدولت نہیں ہوتی بلکہ اس کی مضبوطی کا راز حق و انصاف اور عدل و مساوات میں پنہاں ہے۔‘‘

سچی بات یہ ہے کہ جس قوم میں ظلم و ستم عام ہو جائے وہ ہر لحاظ سے پستی میں مبتلا ہو جاتی ہے اور جس قوم میں عدل و انصاف کا بول بالا ہو وہ ہر میدان میں سرخرو ہوتی ہے۔

شہید المحراب عمرؓ بن خطاب
سید عمر تلمسانیؒ

اس شمارے میں

اِک دیا اور بجھا اور بڑھی تاریکی

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش

نئی افغان حکومت: توقعات اور خدشات

حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا

11 ستمبر 2021ء

جمعہ کے دن کی عظمت

مشرکوں کے سب سہارے ٹوٹ جائیں گے

الھدیٰ (953)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورَۃُ الفُرْقَان — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیات: 19 ، 20

فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿19﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿20﴾

آیت:19 ﴿فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ﴾ ”تو انہوں نے جھٹلا دیا تمہاری ان باتوں کو“

کہ جن ہستیوں کو تم لوگ اپنے معبود اور ولی مانتے تھے انہوں نے تو تمہارے دعووں کو رد کر دیا۔

﴿فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ﴾ ”تو اب نہ تمہارے بس میں ہے (عذاب کو) لوٹانا اور نہ ہی کوئی مدد۔“

﴿وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿19﴾﴾ ”اور جو کوئی تم میں سے ظلم کا مرتکب ہوا ہے، ہم اسے چکھائیں اب بہت بڑا عذاب۔“

آیت:20 ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ﴾ ”اور آپؐ سے پہلے ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے وہ سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے۔“

﴿وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ﴾ ”اور ہم نے تمہارے بعض کو بعض کے لیے آزمائش بنایا ہے۔“

﴿اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿20﴾﴾ ”(اے مسلمانو!) کیا تم صبر کرتے ہو؟ اور آپؐ کا رب سب کچھ دیکھنے والا ہے۔“

اس مصلحت کو سمجھ لینے کے بعد اب تمہارے لیے صبر و استقامت کی روش ناگزیر ہے۔

فرمان نبوی

دنیا سے آدمی کا حصہ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِيْ سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ: بَيْتٌ يَّسْكُنُهٗ وَ ثَوْبٌ يُّوَارِيْ عَوْرَتَهٗ وَ جِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ))

(رواہ الترمذی)

حضرت عثمان ؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ان تین چیزوں کے علاوہ ابن آدم کا یہاں کوئی حق نہیں:

(1) گھر، جس میں وہ رہائش رکھے۔
(2) اتنا کپڑا، جس سے وہ اپنا ستر ڈھانپ سکے۔
(3) روٹی کا ٹکڑا اور پانی۔

تشریح: دنیا دراصل دل لگانے کی جگہ نہیں بلکہ حقیقی اور ابدی زندگی کے لیے تیاری کا وقفہ ہے۔ اس حدیث میں مذکور تین چیزیں، زندہ رہنے کے لیے ضروری ہیں۔ پس ان کی فکر کرنا تو درست ہے۔ اس کے علاوہ دنیاوی چیزوں اور مال و متاع کے جمع کرنے میں اپنا وقت اور توانائی صرف کرنا دانش مندی نہیں۔

ادا ریہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اِک دیا اور بجھا اور بڑھی تاریکی

تیری لحد پہ خدا کی رحمت تیری لحد کو سلام پہنچے

جس چیز کا آغاز ہے اس کا انجام بھی ہے۔ موت ایک اٹل، حتمی اور یقینی امر ہے۔ نہ تو اس سے فرار ممکن ہے اور نہ ہی گریز کی کوئی سبیل۔ بفحوائے الفاظ قرآنی: ﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُھُمۡ لَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ﴿۳۴﴾﴾ (الاعراف)

موت سے کس کو رُستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

جو نفس بھی اس کائنات میں آیا ہے اسے واپس جانا ہی ہے ﴿کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ ؕ﴾ مگر ایسے نفوس معدودے چند ہوتے ہیں جو اپنی ذات میں ایک انجمن اور ادارہ ہوتے ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ایسے نفوس اپنی ذات میں علم و عمل کا ایک جہان اور اخلاق و ہدایت کی ایک دنیا بسائے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے اٹھ جانے سے ایک فرد کی ہی کمی نہیں ہوتی بلکہ پوری سبھا اجڑ جاتی ہے۔ ایک عہد کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

قحط الرجال کی اس کیفیت میں ابھی ہم محترم رحمت اللہ بٹر صاحبؒ اور محترم ڈاکٹر اقبال صافی صاحبؒ کی موت کے صدمے سے سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ محترم مختار حسین فاروقی کا سانحۂ ارتحال پیش آ گیا۔ ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ﴾ إنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ ولَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، ان العين تدمع والقلب يحزن ولا نقول إلا ما يرضى ربنا، وإنا بفراقك يا مختار لمحزونون۔

محترم انجینئر مختار حسین فاروقی، 12 ستمبر 1950ء کو جھنگ میں پیدا ہوئے۔ نام تو مختار حسین تھا والد کی طرف سے کھوکھر فیملی اور والدہ کی جانب سے کھرل فیملی سے تعلق تھا۔ لیکن فاروقی کا لقب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقیدتاً اور ان کے عہد خلافت میں جاگیرداری کے خاتمے، عدل کے اعلیٰ انتظامات اور مساوات انسانی کے شاندار کارناموں کی وجہ سے اختیار کیا اور یوں یہ ان کے نام کا حصہ بن گیا اور فاروقی صاحب کے نام سے پہچانے جانے لگے۔

ابتدائی تعلیم جھنگ میں حاصل کی۔ 1967ء میں انٹرمیڈیٹ کر کے UET لاہور میں داخلہ لیا۔ اس دوران 1968ء میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے ملاقات ہوئی اور ان کی دعوت پر سمن آباد میں ان کے ہفتہ وار درسِ قرآن میں شرکت کرنے لگے۔ بقول ان کے درسِ قرآن کے دوران ڈاکٹر صاحبؒ جس کتاب کا حوالہ دیتے وہ اس کو حاصل کر کے اگلے درس سے پہلے مطالعہ کر کے درس میں شریک ہوتے۔ اسی دوران ڈاکٹر صاحبؒ نے ڈاکٹر رفیع الدین کی کتاب ”قرآن اور علم جدید“ کا حوالہ دیا۔ حسبِ عادت لائبریری سے کتاب حاصل کی اور مطالعہ شروع کر دیا۔ اس مطالعہ سے کئی سوالات کے جوابات مل گئے اور کچھ نئے سوالوں نے جنم لیا۔ بالآخر خواہش ہوئی کہ صاحبِ کتاب سے بالمشافہ ملاقات کی جائے۔ ڈاکٹر صاحبؒ سے تذکرہ کیا تو انہوں نے مصنف سے اپنے ذاتی مراسم اور تعلقات کی بناء پر ملاقات کی سبیل پیدا فرما دی۔

پہلی ملاقات ہی میں ان سے ایسے متاثر ہوئے کہ پھر ملاقاتوں کا سلسلہ ہی شروع ہو گیا۔ جس نے ان کے ذہن وقلب کی دنیا بدل ڈالی۔ ڈاکٹر رفیع الدین اور علامہ اقبال سے ایک انمٹ اور لازوال رشتہ قائم ہوا جو تادمِ زیست قائم رہا اور وہ شارحِ اقبال کے حوالے سے ایک عظیم اقبال شناس کے طور پر معروف ہو گئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد پیشہ وارانہ سرگرمیوں کا آغاز ہوا اور اس دوران ”ہے مشقِ سخن جاری چکی کی مشقت بھی“ کے مِصداق پیشہ ورانہ سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ حصولِ علمِ دین اور غلبۂ دین واعلائے کلمۃ اللہ کا جو سبق بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
13 تا 19 صفر المظفر 1443ھ جلد 30
21 تا 27 ستمبر 2021ء شمارہ 35
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

سے حاصل کیا اس میں ایک فلسفیانہ رنگ علامہ اقبال اور شارح اقبال ڈاکٹر رفیع الدین کی تحریروں سے بھرا۔ پھر زندگی بھر اس سے غافل نہیں ہوئے اور جس کا حاصل یہ ہے کہ ''دین و دنیا اور مذہب و سیاست'' کو یکجا کر کے ان کے مجموعے پر اللہ کی حاکمیت یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی غیر مشروط اور بلا استثناء بالا دستی قائم کرنے کی جدوجہد میں تن من دھن کے ساتھ حصہ لیا جائے تا کہ دینِ حق کے غلبے کی صورت میں وہ نظام عدل اجتماعی قائم ہو جائے جو انسانی حریت، اخوت اور مساوات کے معتدل اور متوازن مجموعے کی حیثیت سے خلق کے لیے خالق کی رحمت و ربوبیت اور عدل وقسط کا جامع اور کامل مظہر بن جائے۔

1985ء میں ڈاکٹر صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعتِ سمع و اطاعت کر کے غلبہ و اقامت دین کی اس جدوجہد کا حصہ بن گئے اس دوران کتنے ہی جھکڑ اور طوفان آئے لیکن وفاداری بشرط استواری کے اصول کے تحت اور ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ﴾ (الاحزاب:23) کے مصداق آخر دم تک اس قول وقرار کو نبھایا اور اپنے آپ کو اس کھونٹے سے باندھے رکھا۔ پیشہ ورانہ مصروفیات کے سلسلے میں ملک کے مختلف علاقوں میں گئے لیکن ''جہاں بھی گئے داستان چھوڑ آئے'' کے مصداق پوری سرگرمی سے دین کا کام کرتے رہے اور اپنی دعوتی و تدریسی سرگرمیوں کے نتیجے میں تنظیم کو ہیرے فراہم کرتے رہے جس کی نمایاں ترین مثال کراچی میں سابقہ ناظم تعلیم و تربیت انجینئر نوید احمد مرحوم کی یافت ہے۔

بانیٔ تنظیم نے اپنے جانشین کے لیے جب رفقاء سے رائے لی تو ان کا نام بھی ان چھ حضرات میں شامل تھا جن کے بارے میں رفقاء نے رائے دی بعد ازاں جب بانی محترم نے مشاورت کے بعد محترم حافظ عاکف سعید کے حق میں فیصلہ فرمایا تو انہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعتِ ثانی کر کے اس تسلسل کو برقرار رکھا اور جب 2020ء میں محترم حافظ عاکف سعید نے علالت کی وجہ سے امارت کی ذمہ داری ادا کرنے سے معذرت کی اور شوریٰ نے امارت کے لیے محترم شجاع الدین شیخ کے حق میں رائے دی تو انہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعتِ ثالث کر لی۔ یہ دراصل اطاعتِ نظم کا وہ سبق تھا جو انہوں نے اپنے استاد ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے حاصل کیا تھا اور مرتے دم تک اس پر کاربند رہے۔ تنظیم میں مختلف اہم ذمہ داریوں پر فائز رہے۔ امیر حلقہ ملتان بھی رہے اور اب ایک طویل عرصہ سے ناظم اعلیٰ تحریک خلافت کی ذمہ داری ادا کر رہے تھے۔ تنظیم کے تمام مشاورتی فورمز، مرکزی مجلس عاملہ، توسیعی مجلس عاملہ اور مرکزی مجلس شوریٰ کے وہ ممبر تھے اور اپنی وقیع آراء کا بلا خوف لومۃ لائم اظہار کرتے۔

1987ء میں کراچی سے کاروبار سمیٹ کر واپسی ہوئی تو مختلف مقامات پر پیشہ ورانہ مصروفیات کے ساتھ دینی مصروفیات ساتھ ساتھ رہیں۔ اس دوران حلقہ ملتان میں امیر حلقہ کی ذمہ داری ادا کرتے رہے یہاں تک کہ 1992ء میں تمام پیشہ ورانہ مصروفیات کو ترک کر کے اپنے استاد اور داعی قرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے نقش پا کی پیروی کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہمہ وقتی دین کے لیے وقف کر دیا۔

1996ء میں اپنے آبائی علاقے جھنگ منتقل ہو گئے تو قرآن حکیم کی عمومی نشر و اشاعت اور قرآن کی انقلابی فکر سے اہالیانِ جھنگ کو آگاہ کرنے کے لیے انجمن خدام القرآن جھنگ کی داغ بیل ڈالی۔ 2002ء میں انجمن کی رجسٹریشن ہوئی اور اکیڈمی کے لیے پلاٹ خریدا گیا۔ جب 2003ء میں قرآن اکیڈمی کی عمارت اس حد تک مکمل ہو گئی کہ کام کا آغاز ممکن ہو سکے تو فوراً باقاعدہ کام کا آغاز کر دیا۔ بعد میں تعمیرات کا کام جاری رہا اور اکیڈمی کی عمارت کی تکمیل ہوئی۔ ان کی ڈیزائن کردہ اکیڈمی کی عمارت سے ان کی فنی مہارت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح انہوں نے چپہ چپہ کو قابلِ استعمال بنایا جبکہ اس سے پہلے قرآن اکیڈمی لاہور، قرآن اکیڈمی کراچی اور قرآن اکیڈمی ملتان کی تعمیرات میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

اے خدا ایں جامعہ قائم بدار
فیض او جاری بود لیل و نہار

اس کے ساتھ ساتھ انجمن کے تحت جھنگ کے مختلف مقامات پر دروسِ قرآن کا سلسلہ جاری رہا اسی طرح سلسلہ وار ترجمہ قرآن کا بھی شہر کے مختلف مقامات پر جاری رہا۔ بعد میں موسسِ انجمن نے یہ سلسلہ وار درس قرآن اکیڈمی کی جامع مسجد میں بروز جمعۃ المبارک خطبۂ جمعہ سے قبل 11:00 سے 12:40 تک دینا شروع کر دیا۔ شائقینِ درس وقتِ مقررہ سے پہلے ہی مسجد تشریف لے آتے تھے تا کہ کماحقہٗ استفادہ ہو سکے۔ مرکزی مجلسِ عاملہ کے اجلاس میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ اکثر ان سے سلسلہ وار درس قرآن کی پیش رفت کے بارے میں پوچھتے رہتے اور دوسری جانب ان کی بھی یہ خواہش تھی کہ اختتامی تقریب میں امیر تنظیم شریک ہوں لیکن ''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ'' اپنی حیات مستعار کے آخری جمعہ مورخہ 10 ستمبر کو سورۃ الحدید کے تیسرے رکوع کی ابتدائی 5 آیات کا درس دے کر سامعین اور متعلقین کو بتایا کہ یہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اور ہر مصیبتِ ناگہانی کے لیے تیار کیا کہ یہ باذن رب ہوتی ہے۔ اس رکوع کی پانچویں آیت (سورۃ الحدید:25) شروع کی اور پھر کہا کہ یہ تفصیل طلب ہے اگلے جمعہ کو مطالعہ کریں گے لیکن اس سے پہلے پیغام اجل آ گیا۔

اسی طرح بانیٔ تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے رمضان میں دورہ ترجمۂ قرآن کا جو سلسلہ 1984ء میں شروع کیا تھا اور جسے اللہ نے شرف قبولیت عطا کیا تھا اور بقول حفیظ ''یہ طرز خاص تھی ایجاد ان کی'' فاروقی صاحب بھی جھنگ میں اسی طرز پر قرآن اکیڈمی اور دوسرے مقامات پر رمضان میں یہ دورہ کرایا کرتے تھے۔ اسی طرح عربی زبان کی تعلیم و ترویج جو انجمن ہائے خدام القرآن کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے، اس کے لیے مختلف کلاسز کا انعقاد شروع کیا۔ علاوہ ازیں عورتوں کی اصلاح اور دینی تربیت کے لیے خواتین ہال میں ماہانہ تربیتی اجتماع بھی منعقد کرنا شروع کیا۔

فاروقی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فکرِ اقبال اور تاریخ اسلام پر اچھی خاصی دسترس دے رکھی تھی۔ اس کے ابلاغ کے لیے انہوں نے پہلے 40 روزہ اور پھر 25 روزہ قرآن فہمی کورس ''پھر سوئے حرم چل'' کا انعقاد کیا جس میں قرآن و حدیث کے ایک منتخب نصاب کے ساتھ تاریخ اسلام اور کلام اقبال کا بھی مطالعہ کروایا جاتا۔ دوسری اکیڈمیوں کے طالب علموں کے لیے فاروقی صاحب کے تاریخ اسلام اور فکرِ اقبال کے عنوان سے خصوصی محاضرات کا انعقاد کیا جاتا۔ علاوہ ازیں طلبہ گروپ کی صورت میں ہفتہ بھر کے لیے جھنگ آتے اور ان سے استفادہ کرتے۔ پچھلے

سال دار الاسلام مرکز تنظیم اسلامی کے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کے طلبہ نے پانچ روزہ دورہ کیا جس سے ان کے دینی جذبہ کو بہت زیادہ مہمیز ملی۔ اس بار بھی پروگرام کی تیاریوں کا آغاز کر دیا گیا تھا کہ...... فاروقی صاحب خود ہی چل بسے۔ اسی طرح سالانہ اجتماع کے موقع پر ان کی تقاریر انتہائی پُرمغز ہوا کرتی تھیں۔ جس سے رفقاء کو ایک نیا جذبہ اور ولولہ تازہ ملتا اور ان کی تقریر کا بے چینی سے انتظار کیا جاتا اور جب بیان کرتے تو ایسے لگتا کہ ''بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسول میں''۔

رفقاء کے لیے قرآن مجید کے فلسفہ وحکمت کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کے لیے جنوری 2007ء سے ماہنامہ حکمت بالغہ کا اجراء کیا۔ اگر یوں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ یہ رسالہ بنیادی طور پر فکرِ اقبال اور شارحِ اقبال، ڈاکٹر رفیع الدین اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے افکار کے ذریعے قرآن کے فلسفہ وحکمت کو قارئین تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ حکمت بالغہ کی ایک نمایاں خصوصیت ہر سال مختلف دینی، قومی اور ملی موضوعات پر ایک خصوصی اشاعت شائع کرنا ہے جس میں زیادہ تر رشحاتِ قلم فاروقی صاحب کے ہوا کرتے تھے اور جس کو اصحابِ دانش وبینش اور اہلِ قلم شخصیات کی جانب سے بھرپور خراجِ تحسین حاصل ہوتی تھی۔ ان خصوصی نمبرز کے مطالعہ سے فاروقی صاحب کے گہرے غور وفکر اور ان کی محنتِ شاقہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ فکرِ اقبال اور تاریخ اسلام کے علاوہ علاماتِ قُربِ قیامت، دورِ حاضر کے فتن، صیہونیت اور اس کے ہتھکنڈوں اور اسلام دشمن لابیوں پر بھی ان کی گہری نظر تھی اور وہ اپنی تقاریر اور تحریروں کے ذریعے ان کی طرف توجہ دلاتے رہتے۔ نوجوانوں کی تن آسانی اور آرام پسندی انہیں خون کے آنسو رلاتی اور وہ انہیں سخت جان بننے اور آسائشوں سے دور رہنے کی تلقین کرتے۔ رفقاء کو انفرادی معاملات مثلاً نماز، روزہ، پردہ، کھانا پینا اور لباس جیسے آداب سکھانے کا اہتمام فرماتے۔ اسی طرح اجتماعی ذمہ داریوں کی طرف نہ صرف توجہ دلاتے بلکہ متعلقہ رفیق کی صلاحیت اور استعداد کو سامنے رکھتے ہوئے دعوت واقامت دین کی جدوجہد میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے حوصلہ افزائی فرماتے۔ ان کا رویہ حوصلہ شکنی کا نہیں بلکہ حوصلہ افزائی کا ہوتا۔ جس سے رفقاء کو ایک مہمیز ملتی۔ ماہنامہ حکمت بالغہ میں فاروقی صاحب کے مختلف مضامین سلسلہ وار شائع ہوتے رہے ہیں جن کو ملک بھر کے اہل علم وقلم حضرات سے پذیرائی بھی حاصل ہوتی رہی ان مضامین کو بعد میں کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ قرآن اکیڈمی جھنگ میں جدید طرز کا آڈیٹوریم تعمیر کیا گیا جس میں وقتاً فوقتاً مختلف دینی، فکری اور ملی وقومی موضوعات پر سیمینارز منعقد کیے جاتے رہے ہیں یہ سلسلہ 2016ء سے جاری ہے۔ سیمینارز میں مقررہ موضوعات پر خطاب کرنے کے لیے ملک بھر سے اہل دانش اور مذہبی سکالرز کو مدعو کیا جاتا رہا ہے۔

وفات سے کچھ عرصہ قبل انہوں نے دونوں بیٹوں، جن میں سے بڑا چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ اور چھوٹا والد کی طرح سول انجینئر ہے اور دونوں لاہور میں ملازمت کر رہے تھے سے، بلاتشبیہ بلاتمثیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح دریافت کیا کہ میرے بعد انجمن خدام القرآن جھنگ اور اکیڈمی کا کیا بنے گا؟ ''الولد سر أبیه'' کے حامل دونوں سعادت مند بیٹوں نے جواب دیا کہ ان شاءاللہ ہم سنبھال لیں گے تو برجستہ فرمایا کہ سمجھو کہ میں آج مر گیا ہوں اور آ کر سنبھالو چنانچہ ایک بیٹے نے 2011ء اور دوسرے نے 2016ء میں لاہور چھوڑ کر جھنگ میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور اکیڈمی کے معاملات کو دیکھ رہے ہیں اور ان شاءاللہ امید ہے کہ یہ کام بدستور اسی طرح جاری رہے گا۔

بہر حال وہ مردِ قلندر اپنا کام کر گیا۔ اب ان کے دونوں صاحبزادوں عبداللہ ابراہیم اور عبداللہ اسماعیل کو اپنے عظیم والد کی میراث سنبھالنی ہے جو آسان کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں توفیق دے کہ انتہائی ترغیب وتشویق کے مظہر آنحضور ﷺ کے قولِ مبارک ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) کی عملی تفسیر بن کر والد محترم کے جاری کردہ مشن کو ان کے سے جذب وجنون کے جذبے کے ساتھ جاری رکھ سکیں۔

وفات سے تقریباً 10 روز قبل 31 اگست کو 2021ء کو تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میری وفات اگر شہر سے باہر ہو اور شرعی طور پر قصر کی حد لاگو ہوتی ہو تو میری خواہش ہے 4 افراد میرے جنازے میں شامل ہوں اور مجھے وہیں دفنا دیا جائے۔ یہ دراصل ان کا اخفاءِ ذات اور تواضع وکسرِ نفسی کا مظہر تھا جو ان کی شخصیت کا نمایاں پہلو تھا اور آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے والا ہر شخص آپ کی اس خصوصیت کا معترف ہوتا۔ طبیعت میں سادگی، مزاج میں انکساری، اخلاق میں ملنساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسلاف کی پاکبازانہ زندگیوں کا نہایت حسین وجمیل عکس تھے، تقویٰ وطہارت، زہد وورع اور فقر وقناعت کی خوبصورت تصویر تھے۔ وفات سے ایک روز پہلے 25 روزہ کلاس کو پڑھایا اور اپنے موضوع سے ہٹ کر حدیث نبوی ﷺ ((مَنْ جَاءَهُ الموتُ، وهو يطلُبُ العِلمَ ليُحييَ به الإسلامَ، فبينَه وبين الأنبياءِ في الجنةِ درجةٌ واحدةٌ)) ''جس شخص کو اس حال میں موت آئی کہ وہ علم حاصل کر رہا تھا تاکہ اس کے ذریعے اسلام کو زندہ کرے تو اس کے اور انبیاء کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا'' کا بطور خاص مطالعہ کروایا۔

سوموار 13 ستمبر نمازِ فجر مسجد میں ادا کی کچھ دیر بعد تقریباً ساڑھے سات بجے طبیعت خراب ہوئی اور قے کی۔ فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا، لیکن وقت پورا ہو چکا تھا۔ نماز جنازہ بعد از نمازِ عصر قرآن اکیڈمی جھنگ کے سامنے گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔

جنازہ کے مجمع کو دیکھ کر مولانا ابوالکلام آزادؒ کی وفات پر شورش کاشمیری کے کہے ہوئے درج ذیل اشعار برمحل معلوم ہوئے۔

یہ کون اٹھا کہ دیر و کعبہ شکستہ دل خستہ گام پہنچے
جھکا کے اپنے دلوں کے پرچم خواص پہنچے عوام پہنچے
تیری لحد پہ خدا کی رحمت تیری لحد کو سلام پہنچے
تری مرگ نا گہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے

فاروقی صاحب تو چلے گئے لیکن ان کے اہداف، ان کے قائم کردہ ادارے اور غلبہ واقامتِ دین کے حوالے سے ان کا مشن زندہ ہے ان کی اکیڈمی، ان کی تالیفات، ان کے شاگرد اور سب سے بڑھ کر ان کی اولاد اولاً صلبی اور ثانیاً معنوی ان کے لیے عظیم صدقہ جاریہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے متوسلین کو ان کی خدمات دینیہ اور جس فکر کے وہ ترجمان تھے اس کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ اغفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَاَدْخِلْهُ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْهُ حِسَابًا یَسِیْرًا۔ آمین!

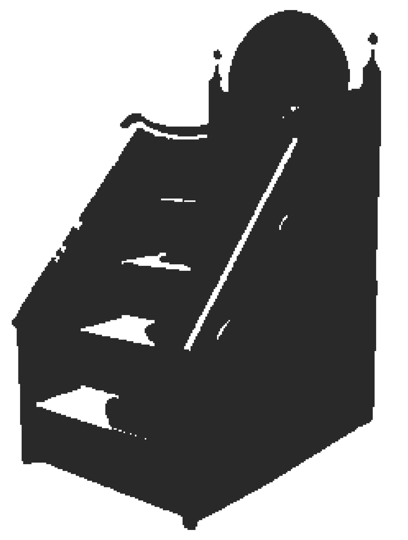

دنیا کو ہے پھر معرکہ روح و بدن پیش

(سورہ القمر کی آیات 41 تا 45 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 3 ستمبر 2021ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم سورۃ القمر کے تیسرے رکوع کے مطالعہ کا آغاز کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ زیر مطالعہ سورت میں سابقہ اقوام کے تذکرہ کے ساتھ ہمیں بھی دعوت فکر دینے کے لیے یہ آیت کریمہ چار مرتبہ بیان ہوئی:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۴۰﴾ ''اور ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن سمجھنے کو' تو ہے کوئی سوچنے سمجھنے والا؟''

قرآن مجید میں سابقہ اقوام کا ذکر بار بار اسی لیے آیا کہ ہم ان کے حالات اور انجام سے نصیحت حاصل کریں اور جن غلط کاموں کی وجہ سے وہ اقوام اللہ کے غضب کا شکار ہوئیں ہم ان کاموں سے باز آجائیں اور وہ کام کریں جن کی اللہ کے رسولوں نے دعوت دی۔ اسی سلسلے میں اب اس سورت میں آل فرعون کا تذکرہ بھی آرہا ہے۔ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝۴۱﴾ ''اسی طرح قومِ فرعون کے پاس بھی آئے تھے خبردار کرنے والے۔''

آل کا ایک ترجمہ اولاد بھی کیا جاتا ہے اور اس کا ایک مفہوم پیروی کرنے والے بھی بیان کیا جاتا ہے۔ یہاں آل فرعون سے مراد صرف فرعون کی اولاد نہیں بلکہ فرعون کی پیروی کرنے والی اس کی قوم ہے۔

قرآن مجید میں فرعون اور آل فرعون کا تذکرہ جا بجا آتا ہے۔ ان کی طرف موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قرآن مجید میں سب سے زیادہ تذکرہ موسیٰ علیہ السلام کا آیا ہے۔ تقریباً ساڑھے پانچ سو کے قریب آیات بنی اسرائیل کے متعلق ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ بنی اسرائیل سابقہ مسلمان اُمت تھے۔ بنی اسرائیل کا واسطہ فرعون اور آل فرعون کے ساتھ بھی رہا اس لیے قرآن میں بار باران کا تذکرہ بھی آتا ہے۔ اس سورت میں تمام اقوام کا ذکر مختصراً نصیحانہ انداز میں آیا ہے۔

آگے فرمایا:

﴿كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا﴾ ''انہوں نے ہماری تمام نشانیوں کو جھٹلا دیا''

موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کئی معجزات اور کئی نشانیاں عطا فرمائیں۔ سورۃ بنی اسرائیل کے آخر میں نو نشانیوں کا ذکر آتا ہے۔ دو بہت معروف ہیں۔

مرتب: ابوابراھیم

ایک موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ایک ید بیضاء یعنی چمکتا ہوا ہاتھ۔ ان دو نشانیوں کا ذکر تو بار بار قرآن حکیم میں آتا ہے۔ اسی طرح سورۃ الاعراف میں بھی کچھ نشانیوں کا تذکرہ ہے جن میں مختلف قسم کے عذاب شامل ہیں۔ جیسے قحط سالی وغیرہ۔ آل فرعون پر طرح طرح کے عذاب آئے تھے تاکہ ان کا دل نرم ہو اور وہ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو قبول کریں لیکن وہ باز نہ آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو غرق کرنے کا فیصلہ بھی فرمایا:

﴿فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝۴۲﴾ ''پھر ہم نے انہیں پکڑا' ایک زبردست' صاحب قدرت کا پکڑنا۔''

فرعون غرق ہوا اور اس کی لاش کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ بھی فرمایا۔ سورۂ یونس میں اس کی کچھ تفصیل آتی ہے۔ وہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ط﴾ (یونس:92) ''تو آج ہم تمہارے بدن کو بچائیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لیے ایک نشانی بنا رہے۔''

جس نے خدائی کے دعوے کیے اور ایک قوم کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا اس ظالم و جابر کو نہ صرف یہ کہ اللہ نے غرق کیا بلکہ اس کی لاش کو محفوظ رکھا۔ اکثر اہل علم کے نزدیک 1907ء کے لگ بھگ جو لاش مصر میں دریافت ہوئی ہے وہ اسی فرعون کی ہے جس کو اس کے لشکر سمیت اللہ تعالیٰ نے غرق کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں سخت پکڑ کا ذکر فرمایا۔

یہاں اس سورت میں سابقہ اقوام کا تذکرہ مکمل ہوا اور اسی کے تناظر میں اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے کفار سے براہ راست خطاب ہے:

﴿اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۝۴۳﴾ ''(تو اے قریش!) کیا تمہارے کفار اُن (کفار) سے کچھ بہتر ہیں؟' یا تمہارے لیے سابقہ الہامی کتب میں کوئی فارغ خطی آچکی ہے؟''

معلوم ہوا کہ اس سورت میں سابقہ اقوام کے حالات و واقعات بیان کر کے قریش کو جھنجھوڑا گیا کہ ان اقوام نے بھی اسی طرح سرکشی کی تھی، اسی طرح رسولوں کو جھٹلایا تھا، اسی طرح وہ بھی اللہ کی آیات سے منہ موڑتے تھے۔ پھر ان کا جو انجام ہوا وہ تمہارے سامنے ہے تو کیا تم ان سے بہتر ہو کہ تم پر عذاب نہیں آئے گا؟ یا اس سے پہلے جو آسمانی صحائف نازل ہو چکے ہیں ان میں تمہارے لیے معافی نامہ ہے کہ جو مرضی ہے کرتے رہو تمہیں پوچھا نہیں

جائے گا؟ گویا واضح پیغام دیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس بھی اسی طرح رسول بھیجا جس طرح سابقہ اقوام کی طرف رسول بھیجے گئے۔ اگر تم پیغمبر ﷺ کی دعوت کو قبول کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے رحمتوں کے دروازے کھول دے گا، کفر پر اڑے رہو گے تو پچھلوں کا انجام دیکھ لو۔ یہ اصول پچھلوں کے لیے بھی تھا اور یہ اصول تمہارے لیے بھی ہے۔ آگے فرمایا:

﴿اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ نَحۡنُ جَمِیۡعٌ مُّنۡتَصِرٌ ﴿۴۴﴾﴾ ''یا یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک طاقتور جمعیت ہیں اور بدلہ لینے پر قادر ہیں؟''

کیا تمہیں گھمنڈ ہے کہ تمہاری جمعیت کو کوئی شکست نہ دے سکے گا یا تمہاری جمعیت کے خوف سے کوئی تمہارے سامنے کھڑا نہیں ہوگا؟ ایک جگہ قرآن حکیم فرماتا ہے کہ سابقہ اقوام کے پاس جتنی طاقت، قوت اور اختیار تھا اس کا دس فیصد بھی کفارِ مکہ کو حاصل نہیں ہے۔ قوم عاد کو دیکھو، قوم ثمود کو دیکھو، قارون کو ملنے والے خزانوں کو دیکھو، فرعون کو ملنے والے اقتدار کو دیکھو۔ تمہیں تو اس کا عشرِ عشیر بھی نہیں ملا، تم اللہ کے سامنے حیثیت کیا رکھتے ہو؟ آگے فرمایا:

﴿سَیُہۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَ یُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾﴾ ''عنقریب ان کی جمعیت شکست کھا جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔''

یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرما رہا ہے اور اللہ کی شان دیکھیں۔ سورۃ القمر مکی سورت ہے۔ ایک رائے کے مطابق مکی دور کے درمیانی عرصہ میں یہ سورت نازل ہوئی۔ اس وقت کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ کفار کی مضبوط جمعیت مظلوم مسلمانوں سے کبھی شکست بھی کھائے گی۔ اس کے کافی عرصہ بعد ہجرت ہوئی، اس کے بعد جنگ بدر ہوئی جس میں انہی کفار کو عبرتناک شکست ہوئی۔

یہ اللہ کا سچا کلام ہے اور اللہ تو ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ یہی آیت کریمہ ہے کہ خاص موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی تلاوت فرمائی تھی اور وہ موقع جنگ بدر کا تھا۔ اگلی صبح میدان بدر سجنے والا تھا کہ رات کی نماز میں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

قارئین کے علم میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے 313 صحابہؓ کے ساتھ جنگ کے ارادے سے نہیں نکلے تھے بلکہ قریش کے تجارتی قافلے پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ تھا۔ لیکن ابوسفیان کا تجارتی قافلہ راستہ بدل کر نکل گیا۔ جبکہ اس سے قبل کفار مکہ کے پاس یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ ان کے تجارتی قافلے کا راستہ روکا جائے گا۔ لہٰذا وہ ابوجہل کی قیادت میں ایک ہزار کا لشکر لے کر آ گئے۔ معرکے سے قبل کی رات اللہ کے رسول ﷺ دیر تک سجدے کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہے کہ اے اللہ! جتنی جمع پونجی میرے پاس تھی وہ سب تیری راہ میں حاضر ہے۔ اگر تو نے اس مٹھی بھر جماعت کی مدد نہ فرمائی تیرا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ ذرا الفاظ پر غور فرمائیے۔ یہ حضور ﷺ کا خاصہ ہے۔ اس قدر طویل سجدہ ہے کہ آپ ﷺ کی چادر بار بار کندھے سے ہٹ جاتی تھی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ چادر درست کرتے۔ پھر آپؓ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! حسبک یا رسول اللہ ﷺ۔ اللہ آپ ﷺ کے لیے کافی ہو جائے گا اب تو سجدے سے سر اُٹھائیے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿سَیُہۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَ یُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾﴾ ''عنقریب ان کی جمعیت شکست کھا جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔''

اور پھر بالفعل ایسا ہی ہوا۔ اگلے دن جب میدان سجا تو 313 مسلمان ایک طرف تھے جبکہ دوسری طرف کفار کا ہر طرح کے جنگی ساز و سامان سے لیس ایک ہزار کا لشکر تھا۔ مسلمانوں کو تھوڑی تعداد میں دیکھ کر کفار کا لشکر پہلے ہی جشن منانے لگا کہ یہ معمولی سی تعداد ہمارے آگے کہاں ٹھہرے گی۔ لیکن جب میدان سجا تو اللہ کی مدد نازل

پریس ریلیز 17 ستمبر 2021ء

امریکہ کی پاکستان کو دھمکیاں درحقیقت افغانستان میں ذلت آمیز شکست کا ردِّعمل ہے

شجاع الدین شیخ

امریکہ کی پاکستان کو دھمکیاں درحقیقت افغانستان میں ذلت آمیز شکست کا ردِّعمل ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے امریکی وزیر خارجہ کی اِس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ امریکہ اب پاکستان سے اپنے تعلقات اِس پس منظر کے حوالے سے اُستوار کرے گا کہ گزشتہ بیس سال میں پاکستان کا افغانستان میں کیا کردار رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اِس پرائی جنگ میں نہ صرف پاکستانی معیشت کو ایک صد ارب ڈالر سے زائد کا نقصان پہنچا اور 80 ہزار سے زائد قیمتی جانیں ضائع ہوئیں بلکہ ہم نے اپنے ملک کی سلامتی بھی داؤ پر لگا دی۔ اُنھوں نے حکومتِ پاکستان کو زور دے کر کہا کہ وہ امریکہ کی گیدڑ بھبھکیوں کی پرواہ نہ کرے کیونکہ تاریخ کا سبق یہ ہے کہ امریکہ کے آگے بچھ جانے والوں کو ہمیشہ پچھتانا پڑا۔ لہٰذا ہمیں اپنے اُصولی مؤقف پر ڈٹا رہنا چاہیے۔ اُنھوں نے کہا کہ پاکستان کو اب کھل کر عالمی سطح پر اُن قوتوں کا ساتھ دینا چاہیے جو امریکی ایجنڈے کی مزاحمت کر کے اِس خطے کو انتشار سے بچانا چاہتی ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ تمام دنیا کو اب اِس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ افغان طالبان ہی افغانستان کے حقیقی اور نمائندہ حکمران ہیں۔ لہٰذا افغان طالبان کو ناکام کرنے کی کوششیں ترک کر دیں۔ پاکستان کو چاہیے کہ وہ افغان طالبان کی حکومت کے حوالے سے مثبت رویہ جاری رکھے اور افغانستان کو مضبوط اور مستحکم کرنے میں اُن سے بھرپور تعاون کرے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ہوئی اور ابوجہل سمیت کفار کے ستر افراد مارے گئے ۔ جو باقی بچے وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے ۔ اس دن کو اللہ نے یوم الفرقان قرار دیا۔ یہ اللہ کی شان ہے ۔ ہجرت کے دو سال بعد جنگ بدر ہوئی اور ہجرت سے قبل 13 سال مکہ میں مسلمانوں نے گزارے۔ اس دوران یہ سورت نازل ہوئی۔ جب مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے اور مسلمان چپ کر کے یہ مظالم برداشت کر رہے تھے۔ کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کفار کی جمعیت کے سامنے کوئی کھڑا ہو پائے گا۔ لیکن اللہ نے اس وقت یہ بشارت دے دی کہ ایک وقت آئے گا جب کفار کی یہی جمعیت پیٹھ پھیر کر بھاگے گی۔ سبحان اللہ۔ اللہ نے اپنے بارے میں فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿١٢٢﴾﴾ (النساء) ”اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنی بات میں سچا ہو سکتا ہے؟“

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿٨٧﴾﴾ (النساء) ”اور اللہ سے بڑھ کر اپنی بات میں سچا کون ہوگا؟“

جنگ سے قبل جب رسول اللہ ﷺ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے:

﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾﴾ (القمر) ”عنقریب ان کی جمعیت شکست کھا جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔“

تو یہ بھی اللہ کی مرضی سے ہی تلاوت فرما رہے تھے۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ جو بھی فرماتے ہیں وہ اللہ کی مرضی سے فرماتے ہیں:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿٤﴾﴾ (النجم) ”اور یہ (جو کچھ کہہ رہے ہیں) اپنی خواہش نفس سے نہیں کہہ رہے ہیں۔ یہ تو صرف وحی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔“

حضور ﷺ کے لیے صحابہ ؓ نے الصادق والمصدوق کے الفاظ استعمال کیے۔ یعنی جو سچے ہیں اور جن کی تصدیق کی گئی۔ بظاہر 313 نہتے مسلمان ایک ہزار کے لشکر کے سامنے کچھ بھی نہ تھے لیکن حقیقت میں اللہ نے حق اور باطل کے درمیان فرق ظاہر کرنا تھا۔ اس لیے ایک ہزار کا لشکر بھی ان 313 کے آگے کچھ نہ تھا۔ حالانکہ ان کے پاس تلواریں، گھوڑے اور ساز و سامان بھی پورا نہ تھا، جنگ کی تیاری بھی نہ تھی۔ جبکہ دوسری طرف ایک ہزار کا لشکر پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا۔

آج کے دور میں ہمیں اس مسئلہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مومن کا اصل بھروسا اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہی اصل چیز ہے جو مومن کو سرفراز کرتی ہے۔ پھر قرآن کہتا ہے:

﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ﴾ (البقرہ: 249) ”کتنی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر غالب آ گئی اللہ کے حکم سے۔“

آج کے دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک مثال دکھا دی۔ آج سے بیس سال پہلے جب امریکہ اپنے اڑتالیس (48) اتحادیوں کے ساتھ افغانستان پر حملہ آور ہوا تھا تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی ان کی عسکری طاقت کے آگے ٹھہر سکے گا، کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی ان کی جدید ترین ٹیکنالوجی کا مقابلہ کر سکے گا۔ لیکن آج دنیا وہ نظارہ ایک بار پھر دیکھ رہی ہے کہ نہتے اور بے سروسامان افغان طالبان نے دنیا بھر کی ٹیکنالوجی اور عسکری طاقت کو شکست دے دی۔

بیس سال پہلے انہی افغان طالبان کا یہ کہہ کر مذاق اُڑایا جاتا تھا کہ ان کے پاس ایک ہیلی کاپٹر تک نہیں ہے۔ امریکہ ایک ایف سولہ بھیجے گا اور ان سب کو ختم کر دے گا۔ امریکہ بھی بڑھکیں مارتا تھا کہ ہم ان کو پتھر کے زمانے میں بھیج دیں گے۔ آج وہی افغان طالبان دنیا بھر کی عسکری طاقتوں پر بھاری ہیں۔

اب بھی اگر دنیا کی آنکھ نہ کھلے تو نہ جانے کب کھلے گی۔ اللہ دکھا رہا ہے۔ اب بھی کچھ لبرل اور سیکولر قسم کے لوگ یہ مذاق اڑا رہے ہیں کہ جناب یہ جہاز کیسے اُڑائیں گے اور یہ ہیلی کاپٹر کیسے اڑائیں گے۔ بیس برس پہلے کہا جا رہا تھا کہ یہ کیسے دنیا کی سپر پاور کا مقابلہ کریں گے؟ ماضی میں اسلحہ سب کے پاس تقریباً ایک جیسا ہوتا تھا، گھوڑے، تلواریں، نیزے، ڈھالیں، سب سامان جنگ ایک طرح کا ہی ہوتا تھا۔ البتہ کسی کے پاس کم ہوتا تھا، کسی پاس زیادہ لیکن اسلحہ کی نوعیت میں فرق نہ تھا۔ جبکہ آج کے دور میں کہاں افغان طالبان اور کہاں دنیا کی سپر پاورز اور ان کی جدید ترین ٹیکنالوجی۔ کوئی موازنہ ہی نہیں۔ کوئی تقابل ہی ممکن نہیں ہے۔ اصل مسئلہ کیا ہے۔

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا
اللہ کو پامردیِ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

مشینیں، اسلحہ، ٹیکنالوجی، مادیت ہار گئی اور ایمان جیت گیا۔ یہ ہے وہ نکتہ جو اللہ کا کلام بتاتا ہے، اللہ کے نبی ﷺ کے مبارک الفاظ بتاتے ہیں، حق و باطل کے سجے ہوئے معرکے بتاتے ہیں اور ماضی میں بھی اللہ نے یہ سب کچھ دکھایا۔ آج بھی اللہ سب کچھ دکھا رہا ہے اور مومن کا اصل بھروسا اللہ کی ذات بابرکات پر ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ یقین عطا فرمائے کہ سب کچھ اللہ کے اذن سے ہوتا ہے، کل اختیار اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کائنات کا حقیقی بادشاہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ مومن اونٹ کا گھٹنا ضرور باندھے، اسے باندھنا چاہیے، جو اعمال کرنے ہیں، جو محنت کرنی ہے، اس میں جو وسائل دستیاب ہیں وہ اختیار کرنے ہیں لیکن اس کے بعد اللہ پر توکل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ حقیقی ایمان، کامل یقین ہمیں عطا فرمائے۔ جب یہ یقین مومن کے پاس ہوتا ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ اس دین کے لیے جو جدوجہد محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذمہ تھی، آج ہمارے کندھوں پر ہے اور تبھی ہم یہ ذمہ داری ادا کر سکیں گے جب اللہ کی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامل یقین، دین کی دعوت کو پھیلانے اور دین کے نظام کے لیے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعائے مغفرت

إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ حلقہ کراچی وسطی کے منفرد بزرگ رفیق جناب محمد سہراب اختر وفات پا گئے۔

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، نوشہرہ کے نقیب محترم محمد حامد کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0313-9735601

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا وَارْحَمْهُمَا وَاَدْخِلْهُمَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمَا حِسَابًا يَّسِيْرًا

بھارت نے سارے انڈے ایک ہی ٹوکری میں رکھ کر تاریخ کی سب سے بڑی غلطی کی اور اسی کی سزا بھگت رہا ہے لیکن اپنی ناکامی اور جگ ہنسائی کا الزام پاکستان پر لگا رہا ہے: ایوب بیگ مرزا

امریکہ اور یورپ چاہتے ہیں کہ افغان طالبان ان لوگوں کو بھی حکومتی عہدوں پر بٹھائیں جو امریکہ کے اتحادی تھے اور جو افغان طالبان کے خلاف لڑتے رہے: رضاء الحق

نئی افغان حکومت: توقعات اور خدشات کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: ڈاکٹر حسیب اسلم

سوال: افغان طالبان کو حکومت بنانے میں اتنی تاخیر کیوں ہوئی؟

ایوب بیگ مرزا: عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی واقعات ہوتے ہیں۔ کہیں جنگ ہوگئی، کہیں دھماکہ ہوا، کہیں کوئی اور سانحہ رونما ہوا تو ان واقعات پر کالم نگاروں، تجزیہ نگاروں اور تبصرہ نگاروں نے جو تجزیے اور تبصرے کیے اُن میں سے کہیں پچاس فیصد کی رائے درست ثابت ہوتی تھی کہیں ستر فیصد درست ثابت ہوتی تھی لیکن افغان طالبان کا کابل پر حالیہ قبضہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کے متعلق سو فیصد صحافیوں، تجزیہ نگاروں اور تبصرہ نگاروں کی رائے غلط ثابت ہوئی۔ یعنی جس انداز سے افغان طالبان نے کابل پر قبضہ کیا ہے اس کی کسی کو بھی توقع نہ تھی۔ اس لیے کہ ایک تو یہ بظاہر وقت سے بہت پہلے ہوگیا دوسرا بہت پُرامن طریقے سے ہوا۔ خود طالبان بھی اتنے پُراُمید نہیں تھے کہ اُن کا کابل پر قبضہ اتنی آسانی سے اور پُرامن طریقے سے ہو جائے گا۔ لہٰذا حکومت بنانے میں تاخیر کی پہلی وجہ تو یہی ہے کہ کابل پر قبضہ اتنا ہنگامی طور پر ہوگیا کہ حالات کو سنبھلنے میں کچھ وقت لگنا تھا۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ افغانستان کسی ایک نسل یا کسی ایک لسانی گروہ کا ملک نہیں ہے، اس میں مختلف لسانی گروہ رہتے ہیں لہٰذا حکومت بنانے کے لیے ایک اتفاق رائے قائم کرنے کی ضرورت تھی تاکہ سب کی بات سامنے آجائے اور اس کے بعد فیصلہ کیا جائے۔ پھر ایک انتہائی اہم وجہ یہ تھی کہ پنجشیر پر ابھی طالبان کا قبضہ نہیں ہوا تھا جو افغانستان کا ایک اہم صوبہ ہے جو ایک وادی پر مشتمل ہے۔ ماضی میں ملا عمر کی قیادت میں جب افغان طالبان کو اقتدار ملا تھا تب بھی اس علاقے پر قبضہ نہیں ہوسکا تھا۔ لہٰذا اس علاقے کا قبضہ بہت ضروری تھا۔ اس کے بغیر حکومت کا اعلان کر دینا موزوں نہیں تھا۔ افغان طالبان نے بہت درست فیصلہ کیا جس سے ایک تو وہ خود بھی کسی حد تک ذہنی طور پر مضبوط ہوئے اور پھر اللہ کی فضل ورحمت سے وہ صوبہ بھی قبضہ میں آگیا۔ پھر اگر کسی گھر میں بھی کوئی فیصلہ

مرتب: محمد رفیق چودھری

ہو رہا ہو تو اختلاف رائے سامنے آتا ہے۔ لوگوں کی مختلف آراء ہوتی ہیں۔ یہاں تو ایک ریاست کی حکومت سازی کا معاملہ تھا اور ایسی حکومت سازی جو کسی الیکشن کے نتیجے میں نہیں ہونی تھی، الیکشن کے نتیجے میں تو حکومت کا ڈھانچہ پہلے سے تیار شدہ ہوتا ہے۔ لیکن طالبان کو ازسرنو اپنا ایک نظام قائم کرنا تھا جو پہلے سے قائم اور دوسرے تمام ممالک کے نظام سے مختلف ہے۔ دوسری طرف ساری دنیا اس نظام کی دشمن ہے اور افغانستان ایک ایسا علاقہ ہے جو طویل جنگ کی وجہ سے انتہائی پسماندہ اور تباہ حال ہے۔ لہٰذا ان تمام چیلنجز کو مدنظر رکھتے ہوئے نیا حکومتی ڈھانچہ تشکیل دینا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ اگرچہ امریکہ وہاں سے چلا گیا ہے لیکن وہ اس نظام کا سب سے بڑا دشمن ہے جو طالبان چاہتے ہیں۔ پھر پورا یورپ بھی ناقد ہے۔ برطانیہ تو اپنے دوست امریکہ کو طعنے دے رہا ہے کہ تم کیوں وہاں سے بھاگے۔ جرمنی نے کہا ہے کہ اگر تم وہاں اسلامی نظام لائے تو ہم تمہیں ایک پیسہ مدد نہیں دیں گے۔ یعنی سب مخالفت میں بول رہے ہیں۔ لہٰذا ان ساری مخالفتوں کو مدنظر رکھ کر انہوں نے حکومت بنانی تھی اور وہ حکومت بنانے میں کامیاب ہوگئے اور باقی مراحل طے کرکے اپنی حکومت کو مستحکم کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ ان شاءاللہ!

سوال: افغان طالبان نے دوسری جماعتوں کو حکومت سازی میں شامل نہیں کیا اور اپنی جماعت کے افراد کو ہی حکومت کیوں سونپی؟ الزام ہے کہ یہ Inclusive حکومت نہیں ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

رضاء الحق: Inclusive ایک ایسا لفظ ہے جس کی تعریف یا تعبیر کو مغرب کی ہی تعبیر کے مطابق سمجھا جا سکتا ہے لیکن مغرب میں بھی Inclusive ہونے کے ایک سے زیادہ مطلب ہوتے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ یا غاصب اسرائیل میں ایسا نہیں ہوتا ہے کہ اپوزیشن اور حکومت مل کر ایک مشترکہ حکومت بنالیں بلکہ Inclusive ہونے کے اپنے اپنے پیرامیٹرز ہیں کہ سب کو آن بورڈ لیا جائے، سب کی رائے کا احترام کیا جائے گا، لیکن حکومت سازی وہی کریں گے جو طاقت میں ہیں اور جو اکثریت میں ہیں۔ مغرب کے ہاں یہ دہرے معیار ہیں کہ جو چیز وہ اپنے لیے پسند نہیں کرتا وہ افغان طالبان پر زبردستی تھوپنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ افغان طالبان ان سب کو آن بورڈ لے کر حکومت بنائیں جو اُن کے خلاف لڑتے رہے ہیں اور جو امریکہ کا ساتھ دیتے رہے ہیں۔ مغرب چاہتا ہے ان سب کو بھی اعلیٰ عہدوں پر بٹھایا جائے تب Inclusive ہونا ثابت ہوگا۔ لیکن طالبان نے کہا ہے کہ ہم دوسری قومیتوں کے لوگوں کو شامل کرلیں گے لیکن ان لوگوں کو بالکل شامل نہیں کریں گے جو ہمارے خلاف لڑتے رہے ہیں۔ افغان طالبان کی جدوجہد اور حکومت سازی کا بنیادی اصول یہی ہے کہ اسلامی شریعت کی بنیاد پر حکومت

ہوگی ، ماڈل کا بعد میں کچھ طے کیا جا سکتا ہے کہ کس طریقے سے اسلامی شریعت نافذ ہو۔

سوال: حکومت سازی کے لیے طالبان کو دو چیزوں کو ایک ساتھ لے کر چلنا ہے۔ ایک ان کا نظریہ ہے جس پر وہ کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے۔ دوسرا جدید تقاضوں کو بھی مدنظر رکھنا ہے۔ کیا یہ بات بھی حکومت سازی میں دیر کی وجہ ہوسکتی ہے؟

رضاء الحق: یقیناً اس بات میں وزن ہے۔ اس کی ایک اہم مثال یہ ہے کہ افغان طالبان نے سٹیٹ بینک کا گورنر مقرر کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ سٹیٹ بینک کو چلانا چاہتے ہیں۔ لیکن دنیا میں سارے سٹیٹ بینک سود کی بنیاد پر چلتے ہیں۔ یقیناً افغان طالبان یہی چاہیں گے کہ وہاں سود کے بغیر سارا کام ہو۔ اس کے لیے انہیں سٹریٹیجی بنانی پڑے گی۔ ممکن ہے اس کے لیے وہ دنیا سے فنانس کے ماہرین کو بلائیں اور ان کی خدمات بھی حاصل کریں۔ بنیادی طور پر یہ ایک ایسا خوبصورت انداز ہے اور آغاز ہے جس میں اسلامی اصولوں کو جدید دور میں نافذ کیا جائے گا اور یہ کام پاکستان کو کرنا چاہیے تھا جس کے لیے پاکستان بنایا گیا تھا۔ جس طرح انہوں نے وزارت دعوت وارشاد بنائی ہے جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے گی۔ آج کے دور میں یہ کتنا انقلابی قدم ہے۔ اِس طرح ایک وزارت مفاد عامہ کے لیے بنائی گئی ہے۔ لیکن مغرب ہائبرڈ وار کے ذریعے پروپیگنڈا کرتا ہے کہ طالبان اجڈ، گنوار اور ان پڑھ لوگ ہیں حالانکہ افغان طالبان کی حکومت میں بہت سارے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے امریکہ کی یونیورسٹیوں سے پڑھا ہوا ہے لہٰذا وہ جدید تعلیم اور دنیا کے جدید ٹرینڈز کو بھی جانتے ہیں اور اسلامی شریعت کے تابع رہ کر وہ ان کو نافذ کرنے کے لیے پلان بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس امتحان میں کامیاب کرے۔ آمین!

سوال: طالبان حکومت کے خارجی سطح پر کیا اثرات ہوں گے۔ بالخصوص بھارت بہت زیادہ سیخ پا ہے اور اس نے الزام لگایا ہے کہ پاکستان نے طالبان کی مدد کی ہے۔ اس الزام میں کتنی حقیقت ہے؟

ایوب بیگ مرزا: افغانستان میں طالبان کے آنے سے بھارت کے کئی منصوبوں اور عزائم پر پانی پھر گیا ہے۔ اس پر بھارت جتنا پریشان، پشیمان اور تکلیف میں ہے وہ حقیقی ہے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان نے اپنا سفارتی قبلہ مغرب اور امریکہ میں ڈھونڈا جبکہ بھارت نے سوویت یونین کو اپنا سفارتی قبلہ بنایا۔ اگرچہ بھارت غیر جانبداری کا دعوے دار بھی رہا۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ایک مرتبہ گورنر ہاؤس لاہور میں وزیراعظم خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کی تھی۔ انہوں نے وزیراعظم سے سوال کیا کہ آپ سیٹو اور سینٹو معاہدوں میں پاکستان کو باندھ کر چلے جائیں گے کل یہ ملک ہم نے سنبھالنا ہے ہم اس کی کیسے حفاظت کریں گے؟ خواجہ ناظم الدین نے جواب دیا کہ ہندوستان بہت بڑا ملک ہے، اس کو سوویت یونین کی حمایت حاصل ہے ہمیں ہندوستان سے اپنی سلامتی کا خطرہ ہے، ہمیں کسی بڑے سہارے کی ضرورت تھی، اس لیے یہ معاہدہ کرنا پڑا۔ یہ بات کسی حد تک درست تھی کہ پاکستان کو سہارے کی ضرورت تھی لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان نے مغرب اور امریکہ کے ہاتھوں ہمیشہ ڈنگ ہی کھایا۔ یہی کام انڈیا نے 21ویں صدی میں کیا۔ اس نے اپنے تعلقات امریکہ سے اتنے گہرے کیے کہ کبھی پاکستان کے تعلقات بھی امریکہ سے اتنے گہرے نہیں تھے۔ اس نے امریکہ کے ساتھ ایسے معاہدات کیے کہ اس کا محتاج ہو کر رہ گیا، اس نے اپنے آپ کو امریکہ کے ساتھ یوں جوڑ لیا جیسے وہ امریکہ کا جزو لاینفک ہے۔ افغانستان میں طالبان کی جدوجہد چل رہی تھی لیکن بھارت یہ سمجھ رہا تھا کہ امریکہ جیسی طاقت کو شکست دینا افغان طالبان کے لیے ممکن نہ ہوگا۔ چنانچہ بھارت نے امریکہ کے بھروسے پر اپنے تمام ہمسایوں سے تعلقات خراب کر لیے۔ اس نے نیپال، میانمار کے ساتھ تعلقات بگاڑے۔ بنگلہ دیش کے ساتھ اس کے تعلقات خراب تو نہیں ہوئے لیکن نیوٹرلائز ضرور ہوگئے۔ پاکستان کے ساتھ تو پہلے سے ہی اس کے تعلقات خراب تھے۔ چین کے ساتھ اس نے باقاعدہ دشمنی مول لی تا کہ امریکہ خوش ہو جائے اور ان کی دوستی مزید پکی ہو جائے۔ یہی بھارت کی بڑی غلطی تھی کہ اس نے سارا انحصار امریکہ پر کرلیا۔ لیکن دوسری طرف امریکہ کو افغانستان میں بُری طرح شکست ہوگئی۔ امریکہ نے انڈیا سے مطالبہ کیا

بھارت کی سب سے بڑی پریشانی یہ ہے کہ اس کے افغانستان میں تمام منصوبے خاک میں مل گئے ہیں جن کے لیے اس نے وہاں 17 قونصل خانے کھول رکھے تھے اور اربوں روپے کی سرمایہ کاری کر رکھی تھی۔

کہ افغانستان میں اپنے فوجی بھیجے لیکن اس نے نہیں بھیجے۔ اگر بھیج دیتا تو اس کا بھی وہی حشر ہوتا جو امریکہ کا ہوا۔ بہرحال بھارت کا امریکہ پر اندھا انحصار اسے لے ڈوبا اور اس وقت انڈیا کا پریشان ہونا فطری ہے۔ بھارت کی سب سے بڑی پریشانی یہ بھی ہے کہ اس کے افغانستان میں تمام منصوبے خاک میں مل گئے ہیں جن کے لیے اس نے وہاں 17 قونصل خانے کھول رکھے تھے اور اربوں روپے کی سرمایہ کاری کر رکھی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان کو مغربی بارڈر سے بھی پریشان کیا جائے اور وہاں سے پاکستان میں کارروائیاں کر کے عدم استحکام پیدا کیا جائے۔ لیکن اُس کی ساری سرمایہ کاری اور تمام منصوبے طالبان کے آنے سے خاک میں مل گئے۔ یہ اس کی اپنی پالیسیوں کا نتیجہ ہے، پاکستانی اسٹیبلشمنٹ اور حکومت کی اس میں اتنی دانشمندی نہیں ہے جتنا اللہ کا فضل ہے، اللہ کی خصوصی رحمت ہے کہ جو گڑھا بھارت نے کسی کے لیے کھودا تھا وہ خود اس میں گر گیا۔

رضاء الحق: اس وقت پوری دنیا میں ہائبرڈ وار فیئر کا بہت زیادہ رجحان ہے۔ انڈیا کی ہائبرڈ وار افغانستان کے خلاف اور وہاں سے پاکستان کے خلاف بڑے عرصے سے چل رہی تھی۔ لیکن جیسے جیسے افغان طالبان نے کنٹرول حاصل کیا تو وہاں پر ہر سطح پر تبدیلی آگئی۔ افغانستان کی پوری پالیسی تبدیل ہوگئی اور وہ این ڈی ایس جو ''را'' کے ساتھ مل کر کام کر رہی تھی اس کا چیف بھی اب افغان طالبان میں سے ہوگا اور اب این ڈی ایس افغان طالبان کے دوست ممالک یعنی پاکستان، چین، روس کے ساتھ تعلقات بڑھائے گی۔ جبکہ ''را'' کے ساتھ اس کے تعلقات ختم ہو جائیں گے۔ اس وجہ سے بھی بھارت کو پریشانی ہو رہی ہے اور وہ افغان طالبان کے خلاف پروپیگنڈا کر رہا ہے جبکہ افغان طالبان نے کہا ہے کہ بھارت کو کوئی مسئلہ ہے تو سفارتی طریقے سے بات کرے۔ تاہم یہ ممکن ہی نہیں کہ انڈیا کی انتہا پسند اور مسلم دشمن مودی حکومت اور افغان طالبان کے درمیان سفارتی سطح پر تعلقات بہتر ہوں۔ افغان طالبان نے ہمارے ISI چیف کو باقاعدہ دعوت دی تھی۔ یہ کوئی مداخلت نہیں ہے بلکہ دو برادر ممالک مل کر مشترکہ مفادات کا تحفظ کریں گے۔ جب طالبان نے پنجشیر میں اپنا آپریشن شروع کیا تو انڈیا کے میڈیا نے پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ پاکستان اس میں ملوث ہے، بہرحال انڈیا کا میڈیا اس طرح کی جھوٹی

خبریں دیتا رہتا ہے۔ پہلے بھی انہوں نے پاکستان کے خلاف پوری مہم چلائی ہوئی تھی جس کو برسلز کے ادارے ای یوڈس انفولیب نے بے نقاب کیا تھا۔ انڈیا اس طرح کی حرکتیں کرتا رہتا ہے اور وقتی طور پر اس کو عالمی میڈیا میں پذیرائی ملتی ہے لیکن بالآخر حقیقت کھل جاتی ہے۔ پنجشیر کے معاملے میں بھی انڈیا نے بہت پروپیگنڈا کیا لیکن اس کے باوجود طالبان نے اللہ کی مدد سے اس پر قبضہ کیا۔ احمد مسعود کے بارے میں انڈیا کہتا تھا کہ اس سے زیادہ بہادر کوئی نہیں ہے وہ بھی فرانس بھاگ گیا ہے۔

سوال: طالبان کے قبضے کے بعد مغربی میڈیا کی ہائبرڈ وار زیادہ زور پکڑتی جارہی ہے اس وقت وہ کس لیول اور کس کے ذریعے ہورہی ہے؟

رضاء الحق: The European Centre of Excellence for Countering Hybrid Threats. 2017ء میں قائم ہوا تھا۔ پھر نیٹو کے اندر ایک ونگ ہے جس کی طرف سے یہ وضاحت بھی آئی تھی کہ وہ ملٹری اور نان ملٹری، overt and covert دونوں طرح کے ہائبرڈ وار چلا رہے ہیں۔ یہی اس کا بنیادی پیرامیٹر ہوتا ہے جس میں ہم ہائبرڈ وار کو دیکھتے ہیں۔ باقاعدہ جنگ، باقاعدہ فوجی، نان سٹیٹ ایکٹرز، سویلینز اور دیگر ذرائع، میڈیا، سیاست، نفسیات وغیرہ سب کو ملا کر ایک اقدام کیا جاتا ہے اس کو ہم ہائبرڈ وار کہتے ہیں۔ اس کے طریقہ کار میں ایک تو بنیادی ملٹری یا پراکسیز کے ذریعے جنگ ہوتی ہے، معاشی وار فیئر کی جاتی ہے، پھر انٹرنیشنل لاء کو استعمال کرکے ہائبرڈ وار لڑی جاتی ہے۔ اسی طرح سیاست میں ڈویژنز کو استعمال کرکے، سوشل انجینئرنگ اور نفسیاتی طریقوں کے ذریعے یہ جنگ لڑی جاتی ہے۔ جہاں تک نان سٹیٹ ایکٹرز کے ذریعے جنگ کا معاملہ ہے تو امریکہ پہلے خود افغانستان میں سٹیٹ ایکٹرز کے ذریعے جنگ کررہا تھا۔ پھر انہوں نے بلیک واٹر، ژی کارپوریشن، داعش اور دوسرے گروپس قائم کیے جن کے ذریعے انہوں نے وہاں جنگ کی۔ پراکسیز کے ذریعے جنگ تو اب بھی وہاں موجود ہے۔ جہاں تک معاشی جنگ کا معاملہ ہے تو سب کو معلوم ہے کہ افغانستان میں سنٹرل بینک کے ریزرو جو افغانستان کی اپنی ملکیت ہیں اور وہ اشرف غنی دور سے امریکہ میں پڑے ہیں اُن کو بند کردیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جو ان کو مختلف جگہوں سے فنڈز ملتے تھے وہ سب بند کردیے گئے ہیں۔ امید ہے کہ افغان طالبان قرضوں کی طرف نہیں جائیں گے ورنہ پھر عالمی مالیاتی اداروں کی تلوار لٹکنا شروع ہوجاتی ہے۔ پھر سفارتی لحاظ سے بھی امریکہ انڈیا، یورپ وغیرہ اپنی سرگرمیاں شروع کردیتے ہیں۔ پھر انٹرنیشنل لاء کو وہ استعمال کرتے ہیں۔ ملا محمد حسن اخوند افغانستان کے موجودہ وزیراعظم، اقوام متحدہ کی سکیورٹی کونسل کی بلیک لسٹ میں اب بھی شامل ہیں یعنی ان کے اوپر سفری پابندی سمیت معاشی ٹرانزکشنز کی پابندیاں بھی موجود ہیں۔ انٹرنیشنل قانون کا کور لے کر انٹرنیشنل فورسز افغانستان میں کوشش کررہی ہیں کہ افغان طالبان کی حکومت کو جائز نہ ہونے دیں۔ اسی طرح FBI کی طرف سے سراج الدین حقانی کے سر کی قیمت بہت پہلے لگائی گئی ہے۔ ان ساری چیزوں کو ہائبرڈ وار میں استعمال کیا جائے گا۔ پھر ہائبرڈ وار میں یہ بھی کوشش کی جائے گی کہ افغانستان میں نسلی، علاقائی اور مذہبی منافرت کو پھیلایا جائے۔ اسی طرح آج کل نفسیاتی جنگ بھی بہت زیادہ لڑی جارہی ہے، بالخصوص میڈیا اور این جی اوز کے ذریعے غلط تاثر دینا عام ہے۔ اس طرح بھی طالبان کی نظریاتی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔ مغربی پیرامیٹرز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جائے گا کہ طالبان کو اس طرح کی حکومت بنانی چاہیے تھی۔ حالانکہ افغان طالبان اسلامی حکومت قائم کرنے کے لیے بیس سال سے جدوجہد کررہے ہیں، اس کے مطابق وہ اپنے اصول وضوابط بنائیں گے۔ اس معاملے میں وہ مغرب کے معیارات کے پابند نہیں ہوں گے۔ بہرحال ہائبرڈ وار پہلے بھی چل رہی تھی اب بھی چل رہی ہے، افغان طالبان اس کو کاؤنٹر کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس میں کامیاب کرے۔

سوال: امریکہ افغانستان میں بیس سال رہا ہے جس کی وجہ سے افغان عوام میں مغربی تہذیب کے اثرات آئے ہوں گے کیا ایسے لوگوں پر اسلام کو نافذ کرنا طالبان کے لیے مشکل نہیں ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا: امریکہ کے اثرات شہروں میں زیادہ ہیں بالخصوص کابل میں۔ کیونکہ وہ ان کا دارالحکومت ہے اور امریکی فوجیوں اور امریکی سامراج کا وہاں فوکس بھی زیادہ تھا۔ ظاہر ہے اس کے نتائج نکلیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تعلیم اور تہذیب بہت زیادہ اثرانداز ہوتی ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں جاپان ہار گیا، اتحادی جیت گئے۔ جب ٹیبل پر بیٹھے تو جاپانی مفتوح تھے اتحادی فاتح تھے۔ اتحادیوں کی ہر شرط جاپانی مان رہے تھے لیکن ایک بات جاپان کے بادشاہ نے واضح کردی کہ ہمیں آپ کی تمام باتیں قبول ہیں لیکن ایک شرط کسی صورت میں قبول نہیں کریں گے، ہم اپنا نظام تعلیم کسی صورت میں تبدیل نہیں کریں گے۔ نظام تعلیم ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعے امریکہ اور یورپ عالم اسلام میں تہذیب اور کلچر کو تبدیل کررہے ہیں۔ امریکہ نے افغانستان میں بیس سالوں میں جو کلچر اور سیکولر ذہنیت پروان چڑھائی ہے اس کو دوبارہ اسلامی بنانا طالبان کے لیے اصل چیلنج ہے۔ مغربی تہذیب میں برائیاں ہیں اور انسان جو مٹی کا بنا ہوا ہے، خطا کا پتلا ہے اس کے لیے اس میں کشش تو ہے۔ جب آپ ایک کشش والی چیز اتنی عام کردیں گے تو پھر لوگ اس کے لیے جواز بھی پیدا کرلیتے ہیں۔ لہٰذا غیراسلامی چیزوں کو ختم کرنا اور ایسی نسل پروان چڑھانا جس کے اذہان وقلوب میں اسلامی تعلیمات، اسلامی شعائر کا غلبہ ہو یہ انتہائی محنت طلب کام ہوگا اور یہی اب افغان طالبان کے لیے اصل کام ہوگا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سب کچھ آج ہی کردیں، یہ تدریجاً کرنا پڑے گا۔ لیکن یہ فرق واضح ہونا چاہیے کہ ایک تدریج ہوتی ہے اور ایک تاخیری حربے ہوتے ہیں۔ طالبان تدریج ضرور اختیار کریں لیکن اگر تاخیری حربے استعمال کیے گئے جیسے پاکستان میں ہوتا رہا ہے کہ یہ کرلیں تو پھر اسلام لے آئیں گے، ابھی اس کا وقت نہیں ہے تو پھر انجام اچھا نہیں ہوگا۔ لہٰذا افغان طالبان کو چاہیے کہ وہ سیکولر ذہنیت اور تہذیب کو بدلنے میں تدریجاً کام کریں لیکن یہ کام وقت پر ہونا چاہیے۔ اس کے لیے وہ تھوڑا سا انقلابی انداز اختیار کریں اور جلد از جلد تدریج کے پورے مراحل کو طے کریں اور اپنی اصل منزل کی طرف رواں دواں ہوں جو کہ افغانستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنانا ہے۔ جو ریاست کا سربراہ ہو وہ صحیح معنوں میں قوم کا خادم ہو۔ انہوں نے ایک وزارت کا نام رکھا ہے: مفادِ عامہ، یہ بہت خوش آئند بات ہے۔ بالکل عام لوگوں کا فائدہ بھی کریں ان کی دنیا بھی دیکھیں اور ان کی آخرت بھی دیکھیں۔ ان کی دنیا سنوارنے میں کوئی کام ایسا نہ کیا جائے جس سے آخرت تباہ ہوجائے اور آخرت کا معاملہ اس بیلنس انداز میں کریں کہ ان کی دنیا بھی ساتھ چلتی رہے۔

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

حضرت اُمِّ رُومان ؓ

فرید اللہ مروت

اُم رومان ؓ کو حضور اکرم ﷺ نے جنت کی حور قرار دیا۔ اُم رومان ؓ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی اہلیہ، نبی کریم ﷺ کی خوشدامن اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ حضرت ام رومان ؓ کا شمار بڑی جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔

نام و نسب

حضرت ام رومان ؓ کا تعلق قبیلہ کنانہ کی شاخ فراس سے تھا۔ آپؓ کے اصل نام کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ بعض نے اُن کا نام زینب بنتِ عامر یا زینب بنتِ عبد تحریر کیا ہے، تاہم وہ اپنی کنیت "اُمّ رُومان" ہی سے معروف ہیں۔ ابن سعد کے مطابق، آپ کا نسب یوں ہے، اُمّ رُومانؓ بنتِ عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن دھمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

قبولِ اسلام

جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاندان کو اسلام کی دعوت دی، تو مَردوں میں سیّدنا ابوبکر ؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اُن کی اہلیہ، اُمّ رُومان ؓ کو علم ہوا، تو وہ بھی مشرف بہ اسلام ہوگئیں۔

حضرت ام رومان ؓ کا پہلا نکاح

حضرت اُمّ رُومان ؓ کا پہلا نکاح حارث بن سنجرہ سے ہوا، جن سے اُن کے یہاں ایک فرزند کی ولادت ہوئی، جس کا نام طفیل بن حارث رکھا گیا، جنھیں نبی کریم ﷺ کے صحابی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ حارث، مکے میں رہائش کے خواہش مند تھے، لیکن وہاں کے دستور کے مطابق کسی مقامی معزز شخص کا حلیف بننا ضروری تھا۔ چونکہ حارث کے سیّدنا صدیق اکبر ؓ سے تعلقات تھے لہٰذا اُنہیں اپنا حلیف بنا لیا، جنھوں نے اُنہیں مکّے میں رہائش کے لیے تمام تر ضروری سہولتیں فراہم کیں۔ تاہم، حارث کو وہاں منتقل ہوئے کچھ ہی عرصہ ہوا تھا کہ موت نے اُنھیں آگھیرا اور اُمّ رُومان ؓ جوانی ہی میں بیوہ ہوگئیں۔

حضرت ام رومان ؓ کا دوسرا نکاح

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی زوجیت میں ایک نوجوان، خُوب صُورت خاتون کا معصوم بچّے کے ساتھ اجنبی شہر میں تنہا رہنا آسان نہ تھا۔ اُمّ رُومان ؓ کے لیے یہ ایّام نہایت پریشانی کے تھے۔ ایسے میں اپنی رحم دلی، سخاوت اور فیّاضی کی بناء پر ایک ابوبکر صدیق ؓ ہی تھے، جنہوں نے اپنے مرحوم دوست کی بیوہ اور یتیم بچّے کے سر پر دستِ شفقت رکھا، لیکن کسی مستقل سہارے کے بغیر پہاڑ جیسی زندگی کا گزارنا بہت مشکل، بلکہ ناممکن تھا۔ وہ بھی مکّے کے اس فسق و فجور سے لتھڑے معاشرے میں کہ جہاں عورت، عزّت و احترام سے عاری اور ظلم و زیادتی کی عملی تصویر تھی۔ چنانچہ، حضرت صدیق اکبر ؓ نے چند بہی خواہوں کے مشورے پر اُمّ رُومان ؓ کو نکاح کی تجویز پیش کی، جسے اُنہوں نے قبول کر لیا۔ اُس وقت تک نبی کریم ﷺ نے نبوّت کا اعلان نہیں فرمایا تھا۔ تاہم، سیّد المرسلین ﷺ اور صدیق اکبر ؓ آپس میں بہترین دوست تھے۔

واضح رہے، حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے چار شادیاں کیں۔ پہلا نکاح قریش کے مشہور شخص، عبدالعزیٰ کی بیٹی اُمّ قتیلہ سے ہوا، جس سے حضرت عبداللہؓ اور ایک بیٹی حضرت اسماءؓ پیدا ہوئیں۔ دوسرا نکاح اُمّ رومانؓ سے ہوا۔ اُن سے حضرت عبدالرحمٰنؓ اور اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہؓ پیدا ہوئیں۔ تیسرا نکاح حبیبہ بنت خارجہ بن زید سے کیا، جن سے اُمّ کلثوم پیدا ہوئیں۔ چوتھا نکاح حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے کیا، جو حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی بیوہ تھیں۔ اُن سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی وفات ہوئی، تو حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے حضرت اسماء بنت عمیس ؓ سے نکاح کیا۔

حضرت صدیق اکبر ؓ سے اولاد

اللہ تعالیٰ نے اُنھیں حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے دو بچّے عطا فرمائے۔ اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر ؓ جو تاریخ اسلام کی نہایت درخشندہ ہستیاں ہیں۔ سیّدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ "جب سے مَیں نے آنکھ کھولی، اپنے والدین کو اسلام کا پیروکار پایا۔"

ہجرت مدینہ

نبی کریم ﷺ کو مدینہ منوّرہ ہجرت کیے سات ماہ ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ، حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے گھر مقیم تھے۔ مسجدِ نبوی سے ملحق دو حجروں کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید ؓ بن حارثہ اور ابو رافع ؓ کو مکّہ مکرّمہ روانہ کیا تاکہ اہلِ بیت کو مدینہ منوّرہ لے آئیں۔

سیّدنا ابوبکر صدیق ؓ نے بھی عبداللہ بن اریقط کے ذریعے اپنے صاحب زادے، عبداللہ ؓ کو پیغام بھیجا کہ وہ بھی اپنی والدہ اُمّ رُومان ؓ اور دونوں بہنوں، حضرت سلمیٰؓ اور حضرت عائشہ ؓ کو ساتھ لے کر مدینہ منوّرہ آجائیں۔ یہ حکم ملتے ہی وہ دونوں بہنوں اور والدہ کو ساتھ لے کر مدینہ منوّرہ روانہ ہوگئے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے اہلِ خانہ کی رہائش کے لیے پہلے ہی سے بنو حارث میں ایک مکان کا بندوبست کر لیا تھا، لہٰذا اُمّ رُومان ؓ نے اپنے بچّوں کے ساتھ اُسی مکان میں قیام کیا۔

سفرِ ہجرت کا ایک دلچسپ واقعہ

اُم المومنین، سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ سفرِ ہجرت کے دوران پیش آنے والے ایک واقعے کا نہایت پُرلطف انداز میں ذکر کیا کرتیں، جس سے اندازہ ہوتا کہ والدہ اُن سے کتنی محبت کرتی تھیں۔ فرماتی ہیں کہ "ابھی ہم نے اپنا سفر شروع ہی کیا تھا اور مِنیٰ پہنچے تھے کہ اچانک میرا اونٹ بِدک کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اُس وقت ہودج میں میری والدہ بھی میرے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ یہ صُورتِ حال دیکھ کر گھبرا گئیں اور زور زور سے پکارنے لگیں 'ہائے میری بچّی! ہائے میری بچّی! ہائے میری نئی نویلی دُلہن۔ اے اللہ! میری لختِ جگر، رسول اللہ ﷺ کی دُلہن کو کوئی گزند نہ پہنچے۔' ان حالات میں بھی اُنہیں اپنی نہیں، میری فکر تھی۔ یہاں تک کہ

اللہ نے وہ اونٹ دوبارہ ہمارے تابع کر دیا، جو ایک موڑ کاٹتے ہوئے بدک گیا تھا‘‘ (طبقات ابنِ سعد، اردو 8/293)۔

سیّدہ عائشہ صدیقہؓ کا رشتہ

اُمّ المومنین، حضرت خدیجہؓ کے انتقال کو تین برس گزر چکے تھے کہ ایک دن اچانک حضرت خولہ بنتِ حکیمؓ، حضرت اُمّ رُومانؓ کے پاس حضور اکرم ﷺ کا رشتہ لے کر آئیں۔ حضرت اُمّ رُومانؓ نے اپنے شوہر سے مشورہ کیا۔ اُس وقت سیّدہ عائشہؓ، جبیر بن مطعم کے صاحبزادے سے منسوب تھیں، لیکن اُن کے اُمّ المومنین بننے کا فیصلہ تو آسمانوں پر ہو چکا تھا، لہٰذا جبیر بن مطعم نے اسلام کا بہانہ بنا کر اس رشتے سے انکار کر دیا اور صدیقِ اکبرؓ نے اُن کا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا۔

اُمِ رُومانؓ کا مشورہ

مدینہ منوّرہ ہجرت کے فوری بعد سیّدہ عائشہ صدیقہؓ بیمار پڑ گئیں۔ جب تندرست ہوئیں، تو ہر ماں کی طرح حضرت اُمّ رُومانؓ کو بھی بیٹی کی رُخصتی کی فکر ہوئی، کیوں کہ ایک تو وہ سنِ بلوغت کو پہنچ چکی تھیں، دُوسرے نکاح کو تین سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ اُنھوں نے حضرت صدیقِ اکبرؓ سے کہا ’’رسول اللہ ﷺ سے رُخصتی کی بات تو کریں۔‘‘ حضرت ابوبکرؓ نے ایک دن مناسب موقع دیکھ کر رسول اللہ ﷺ سے بات کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا ’’میرے پاس مہر کی رقم نہیں ہے۔‘‘ یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی ہدیے میں پیش کی، تو آپ ﷺ نے وہ چاندی سیّدہ عائشہؓ کے پاس بطور حقِ مہر بھیج دی۔
(طبقات ابنِ سعد 8/294)

ماں نے بیٹی کو رُخصت کیا

سیّدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ’’مَیں ایک دن اپنی سہیلیوں کے ساتھ جُھولا جُھول رہی تھی کہ والدہ اُمّ رُومانؓ نے مجھے آواز دی اور میرا ہاتھ پکڑ کر گھر میں لے گئیں۔ اُس وقت میرا سانس پُھولا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب مَیں پُرسکون ہوئی، تو اُنہوں نے تھوڑا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر پھیرا۔ پھر اندر لے گئیں، جہاں انصار کی چند عورتیں موجود تھیں، جنہوں نے مجھے دیکھ کر دُعا دی۔ والدہ نے مجھے اُن کے حوالے کر دیا اور اُنہوں نے میری آرائش کی۔ اُس کے بعد دوپہر میں رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور میری والدہ نے مجھے اُن کے سپرد کر دیا‘‘ (صحیح بخاری حدیث 3894)۔

واقعۂ افک اور اُمّ رُومانؓ کی دانش مندی

واقعۂ افک اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ کی پاک دامنی، عفّت و عصمت پر بہتانِ عظیم تھا، جس کا سرغنہ منافقِ اعظم، عبداللہ بن اُبَیّ تھا۔ اس اتہام طرازی نے حضرت اُمّ رُومانؓ سمیت پورے خاندان کو بے قرار و مضطرب کر دیا تھا۔ اُمّ رُومانؓ کو اپنی تربیت یافتہ، پاک دامن لختِ جگر پر پورا پورا یقین تھا، لیکن منافقین کے منفی پروپیگنڈے، لعن طعن اور بہتان طرازی نے مدینے کی مقدّس فضائیں پراگندہ کر دی تھیں۔ اُمّ المومنین سیّدہ عائشہؓ بیمار ہو کر والدین کے گھر آ چُکی تھیں، جہاں اُن کے دِن رات کے آنسوؤں اور غم زدہ صُورت نے رقیق القلب والد اور صابر و شاکر ماں کے دِل چھلنی کر دیے تھے۔ نورِ نظر کا سَر اپنی گود میں رکھ کر اُن کے بہتے اَشکوں کا سیلاب روکنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کبھی اُن کی ہمّت بڑھاتیں، کبھی تسلیاں دیتیں اور کبھی دِل جوئی کی خاطر صبر کی تلقین کرتیں۔

اللہ کی جانب سے برأت کا اعلان

جوں جوں دِن گزر رہے تھے، سیّدہ عائشہؓ کی غم و صدمے سے حالت خراب ہوتی جا رہی تھی۔ ایک ماہ گزر چُکا تھا۔ مغموم عائشہؓ، والدہ کی گود میں سَر رکھے لیٹی تھیں، لبوں پر دُعائیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری تھا کہ اچانک سرکارِ دو عالم ﷺ تبسّم فرماتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا ’’اے عائشہؓ! مبارک ہو۔ اللہ نے تمہاری برأت میں وحی نازل فرما دی ہے۔‘‘ اس خبر سے والدین کے مُرجھائے چہرے کِھل اُٹھے۔ حضرت اُمّ رُومانؓ خوشی سے گویا ہوئیں ’’بیٹی! حضور ﷺ کے پاس جاؤ اور شُکریہ ادا کرو۔‘‘ سیّدہ عائشہؓ نے جواب دیا ’’اللہ کی قسم! مَیں اپنے رَبّ کے سوا اور کسی کی حمد وثنا نہیں کروں گی‘‘ (بخاری 4141)۔ اللہ تعالیٰ نے سیّدہ عائشہؓ کی برأت سے متعلق سورۂ نور کی دس آیات نازل فرمائیں۔

وسیع دسترخوان

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سخاوت اور فیّاضی ضرب المثل تھی۔ اُن کا دسترخوان بہت وسیع تھا۔ گھر کے دروازے یتیم و مساکین، فقیر و غربا اور اصحابِ صفّہ کے لیے ہر وقت کُھلے رہتے۔ اس سخاوت و فیاضی میں اُن کی اہلیہ، اُمّ رُومانؓ بھی برابر کی شریک تھیں کہ اُن کے بغیر مہمان نوازی کا یہ اہتمام ممکن ہی نہ تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہا کرتے تھے کہ ’’جب میری بھوک ناقابلِ برداشت ہو جاتی، تو مَیں حضرت صدیقِ اکبرؓ کے گھر چلا جاتا، جہاں حضرت اُمّ رُومانؓ کا دسترخوان مجھے خوش آمدید کہتا۔‘‘

حضرت ابوبکر صدیقؓ عموماً اصحابِ صفّہ کی مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ تین افراد کو کھانے کے لیے لائے، لیکن اِتنے میں حضور ﷺ نے یاد فرما لیا۔ اہلیہ کو ہدایت دی کہ اگر دیر ہو جائے، تو مہمانوں کو کھانا دے دینا۔ بارگاہِ رسالت ﷺ میں دیر ہو گئی، تو حضرت اُمّ رُومانؓ نے کھانا بھیجا، لیکن مہمانوں نے صدیقِ اکبرؓ کے ساتھ کھانے پر اصرار کیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ واپس تشریف لائے، تو تینوں مہمانوں اور پھر گھر کے تمام افراد نے سیر ہو کر کھانا کھایا، لیکن اس کے باوجود کھانے کے برتن بَھرے رہے، چنانچہ وہ سب کھانا رسول کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا گیا، جسے اصحابِ صفّہ نے تناول فرمایا۔

فضائل و مناقب

حضرت اُمّ رُومانؓ نہایت سمجھ دار، دانش مند، خدا ترس، مہمان نواز، غربا و فقراء سے محبّت کرنے والی، مسلمانوں کی مونس و غم خوار، متبعِ شریعت اور پاکیزہ صفات کی مالک تھیں۔ اُن کے بارے میں حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ’’اُمّ رُومانؓ (ظاہری خُوب صُورتی اور حُسنِ سیرت میں) جنّت کی حور جیسی ہیں‘‘ (جنتی زیور ص 524)۔ ایک اور موقعے پر ارشاد فرمایا ’’جو شخص عورتوں میں حورعین دیکھنا چاہتا ہو، وہ حضرت اُمّ رُومانؓ کو دیکھ لے‘‘
(طبقات ابنِ سعد، 8/407)

وفات

بیش تر اہلِ سیر کے مطابق، حضرت اُمّ رُومانؓ نے 9ہجری میں مدینہ منوّرہ میں وفات پائی۔ نبی کریم ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور اپنی خوش دامن کو خود لحد میں اُتارا۔ اس موقعے پر حضور ﷺ نے فرمایا ’’اے اللہ! تُو جانتا ہے کہ اُمّ رُومانؓ نے تیرے اور تیرے رسول ﷺ کی راہ میں کیا کیا مصیبتیں جھیلیں۔‘‘ (الاصابۃ 8/392)

❁❁❁

11 ستمبر 2021ء

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

بیس طویل ترین سالوں کے بعد تاریخ ایک نیا موڑ مڑ گئی ہے۔ نائن الیون 11 ستمبر 2001ء امریکی تاریخی کے نہایت غیر معمولی دنوں میں سے ایک ہے۔ ہر سال یہ دن اہتمام سے منایا جاتا رہا۔ 2021ء کے لیے امریکی فوج کا انخلا دوحہ معاہدے میں طے پا گیا تھا...... بعد از خرابیٔ بسیار۔ بائیڈن نے پہلے انخلا ستمبر کے لیے طے کیا۔ تاہم تیزی سے بدلتے حالات کے تحت بالآخر یکا یک رات کی تاریکی میں چھوڑ بھاگنے کی کیفیت کے بعد جو نفسیاتی افراتفری امریکا کے حواس پر طاری ہوئی، وہ 15 اگست تک پہنچتے انتہا کو چھو رہی تھی۔ اگلے 15 دن کابل ایئرپورٹ پر محصور امریکی اور امریکا جانے کے لیے مرمٹنے والے افغان، عالمی منظرنامے پر بدنظمی کے بے ہنگم مظاہرے کی قابلِ رحم تصاویر دکھا رہے تھے۔ اتنے اہتمام اور کڑک گرج چمک کے ساتھ 'پائیدار آزادی' کا مشن لے کر اترنے والی گھمبیر عفریتی طاقت، عملاً نائن الیون سے پہلے ہی نو دو گیارہ کی کیفیت میں بھاگ رہی تھی۔ اس پر جتنا بھی حیرت کا اظہار ہو، وہ کم ہے۔

امریکا وہ طاقت ہے جس کے 750 فوجی اڈے دنیا کے 80 ممالک میں قائم ہیں۔ صرف جاپان میں 120 امریکی اڈے ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں 32 اڈے (بحرین، کویت، سعودی عرب) قطر میں 60 ایکڑ پر محیط بہت بڑا اڈا ہے، جہاں 100 جہاز اور ڈرون موجود رہتے ہیں! اور پھر افغانستان میں امریکا تنہا نہیں اترا تھا۔ جارج بش نے یہاں فوج اتارتے ہوئے 7 اکتوبر 2001ء کی تقریر میں بتایا تھا کہ 'ہمارے ساتھ ہمارا دیرینہ دوست برطانیہ و دیگر قریبی دوست کینیڈا، آسٹریلیا، جرمنی، فرانس نے فوجیں دینے کا وعدہ کیا ہے۔ 40 سے زیادہ ممالک مشرق وسطیٰ، افریقہ، یورپ ایشیا بھر سے ہمیں فضائی راستہ و متعلقہ حقوق و سہولیات دے رہے ہیں۔ مزید بہت سے ممالک نے حساس معلومات مہیا کرنے میں مدد دی ہے۔ ہم پوری دنیا کی اجتماعی حمایت کے حامل ہیں۔'

یہ حملہ ایک نئی دنیا تعمیر کرنے کے لیے ہوا تھا۔ یقیناً 20 سال بعد نقشہ یکسر بدل رہا ہے مگر آنجناب کے حسب منشا نہیں۔ سب کچھ ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ بالخصوص عورت اور ثقافت، نیز جمہوریت تو اولین اہداف تھے۔ اس نائن الیون پر افغانستان کا منظر یہ بنا کہ پہلے تو کابل، ہرات میں سول سوسائٹی برانڈ چیختی چلاتی چند درجن خواتین نے ایک دو آزادی طلب مظاہرے کیے جنہیں عالمی میڈیا نے بڑھا چڑھا کر پیش کیا، تاہم 11 ستمبر کو کابل میں 300 یونیورسٹی کی طالبات اور خواتین اساتذہ پر مشتمل مکمل باحجاب مظاہرہ ہوا۔ جس پر نیویارک ٹائمز نے سسک کر تبصرہ کیا: 'باپردہ احتجاج امریکا کا اثر و رسوخ ختم ہوجانے کا آئینہ دار ہے۔' برطانوی دفاعی امور کے ماہر پروفیسر انتھونی گلیز نے امریکی جنگ کے خاتمے کو اسلام پسندوں کی فتح قرار دیا۔ بیس سال اس جنگ میں ڈھائی کھرب ڈالر اور افغان فوج پر ایک کھرب ڈالر لٹا کر عورت کو دلائی گئی حیا اور حجاب سے آزادی بیس دن بھی نہ چل سکی؟ افغان سول سوسائٹی پر امریکا نے 168 ارب ڈالر لگائے جس سے چند درجن آزادی طلب خواتین (وہ بھی اسکارف عبایا پہن کر!) نے احتجاج کیا اور ٹائیں ٹائیں فش؟

پورا افغانستان امریکا کے چھوڑے ہوئے عسکری ساز و سامان کا گودام بنا پڑا ہے۔ صرف ایئرپورٹ پر چھوڑی گئی 70 آرمرڈ گاڑیوں میں سے ہر ایک کی قیمت 10 لاکھ ڈالر ہے۔ 6 لاکھ انفنٹری ہتھیار افغان فوج کو دیے گئے تھے۔ 2 ہزار ہمویوں سمیت بکتر بند گاڑیاں طالبان کے پاس ہیں۔ طالبان نے اتنی ناقابلِ یقین قوت کو بلا ہینگ پھٹکری، مکڑی کے جالے کی طرح اتار پھینکا؟ آج پوری دنیا کے اعصاب کو جو سوال ماؤف اور شل کیے دے رہا ہے وہ یہ ہے کہ طالبان کی قوت کا راز کیا ہے؟ ایک جواب تو اقبال جانے سے پہلے اسلامی تاریخ کے آئینے میں جھانک کر دورِ صحابہؓ سے لے کر یوسف بن تاشفین اور صلاح الدین ایوبی کو دیکھ کر دے گئے تھے: یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن، قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن!

اسی راز میں سربستہ ایک اور راز بھی ہے۔ وہ یہ کہ طالبان کی فتح کے پیچھے افغان عورت کا ہاتھ ہے! جو ماں ہے، بیوی، بیٹی ہے، بہن ہے! اسے سمجھنے کے لیے دل و دماغ پر صدیوں کی غلامی کا لگا رنگ اور چھایا غبار دھو کر رجوع الی القرآن درکار ہے۔ قرآن نے ابتدائی سورتوں ہی میں مرد و زن کا باہمی رشتہ طے کر دیا۔ بقرۃ، آلِ عمران، نساء میں۔ ہم جنس، ایک ہی ماں باپ (ڈارونی بندر، بندریا سے نہیں) کی اولاد، جن میں سے باپ نبوت کے منصب پر سرفراز، خود رب تعالیٰ کے ہاں سے ابتدائی تعلیم و تربیت سے نواز کر اس سیارے پر اتارا، آباد کیا گیا۔ تعلیم کے تکمیلی مراحل، حضرت جبریل امینؑ، بلند مرتبت کے ذریعے طے پائے۔ نظامِ معاشرت، مرد و زن باہم تعلق، فرائض و ذمہ داریاں خود خالق نے طے فرما دیں۔ مسلمان حقوق کا مارا ہوا خود غرض خود پرست نہیں، فرائض پر نظر جما کر جواب دہی سے لرزاں و ترساں انسان ہوتا ہے۔ دونوں اپنے فرائض کے ضمن میں اللہ کے حضور جوابدہ ہیں۔ دنیا میں صرف میرا حق، میرا حق چلاتی عورت قبر میں اترتے ہی اک غیر متوقع دنیا سامنے آنے پر ہک دک (متعجب، متاسف، سکتے کے عالم میں!) رہ جاتی ہے۔ مگر تنہا، بے یار و مددگار، لاحاصل خدانخواستہ! یہ پڑھے لکھے افغان مرد و زن تھے (قرآن سے نابلد مہا ناخواندہ ہوتا ہے، خواہ کتنی ڈگریوں کے کاغذ رکھتا ہو، اشرف غنی کی طرح) جنہوں نے افغانستان کے طول و عرض میں کچے سادہ گھروں میں امارت اسلامی کی بنیاد رکھی۔ لوازمِ فتح میں جہاں ایمان و تقویٰ ہیں، وہاں مرد کی شخصیت غیرت اور عورت کا خمیر حیا پر تشکیل پاتا ہے۔ اقبال نے یونہی تو نہ کہا تھا:

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
درویش کو پہناتی ہے تاجِ سرِ دارا......

آج دارائے دوراں بائیڈن کا سر جھکا ہوا ہے۔ امریکی جھنڈا لپیٹا جا چکا ہے اور افغانستان کے طول و عرض پر لا الٰہ الا اللہ کی حکمرانی ہے، تو یہ غیرت، حیا شانہ بشانہ کا نتیجہ ہے جو ایمان و تقویٰ میں پھلی پھولی ہے۔ حیا دار و فاشعار عورت جسے محرم دائرے سے باہر میلی نگاہ تو کیا میلی ہوا بھی چھو کر

نہیں گزرتی، اقبالی فارمولے پر...... در آغوشِ شبیرے بگیری۔ اسی کی گود رب تعالیٰ حسنؓ و حسینؓ جیسے لعل و گہر سے بھر دیتا ہے جو حق کے لیے کٹ مرنے کی جان اپنے پیکرِ خاکی میں لیے ہوتا ہے صورتِ حسینؓ۔ جب صلح پر آئے تو انانیت کی جگہ تقاضا ہائے شریعت اور مسلمانوں کی فلاح مقدم رکھ کر سراپا حلم و عفو و درگزر حسن رضی اللہ عنہ ہوتا ہے! حقیقی مسلم معاشرے کی فضا پاکباز عورت کے پردے کی بنا پر سکینت، راحت، باہمی احترام سے عبارت ہوتی ہے۔ بچے صحت مند، پُرسکون، محفوظ فضا میں اعلیٰ مقاصد کے لیے قرآن وسنت کے سائے تلے انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ صحابیات رضوان اللہ علیہم کے ذی شان نمونہ ہائے عمل پر پل رہے ہوتے ہیں۔

حیا کیا ہے؟ کہ ’تو سر اور سر میں آنے والے خیالات کی بھی حفاظت کر!‘ (ترمذی) یہ نبوی میراث کردار سازی میں بنیادی عنصر ہے جس سے مسلم معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ 8اکتوبر 2001ء تا 30 اگست 2021ء کی بڑے شہر کی افغان عورت (جن میں سے بیشتر این جی اوز کے لیے مغربی ممالک میں رہنے والیاں امریکی بارات کے ہمراہ یہاں آکر آباد ہوئی تھیں ڈالر بٹورنے۔) آپ دیکھنا چاہیں تو وہ ہمارے ہاں کی سول سوسائٹی موم بتیوں یا ٹک ٹاکروں جیسی ہی ہیں۔ عورت جب یہ روپ دھارتی ہے تو مرد ریمبو بن جاتا ہے یا ظاہر جعفر۔ یا وہ وحشی، اجڈ، حیا اور غیرت سے عاری، 14 اگست کا مینار پاکستان کا ہجوم بنتا ہے جو ایک ٹک ٹاکر لڑکی کو گیند کی طرح اچھالتا اور حیا تار تار کرتا ہے۔ عورت کا یہ روپ مرد کے اندر بھیڑیے کو جگاتا، پالتا پوستا ہے۔ ایسا انتشار، ہیجان، وحشت، درندگی پورا معاشرہ اجاڑ دینے کو کافی ہوتی ہے۔ قوم کی تباہی کا سامان ایسی عورت، اس کی چھب، عشوے غمزے، کم لباسی میں رکھا ہے۔ فکر و نظر، کردار سازی کا گزر حیوانیت زدہ اس معاشرے میں کہاں جہاں ٹائٹس کی نحوست پورے معاشرے کے حواس میں جھنجھناہٹ بھر دے۔ کہیں غم و غصے اور غیرت کی اور کہیں وحشی جذبات کی۔ مرد مسلسل اس ماحول میں رہ کر تعمیری پاکیزہ صلاحیتوں سے عاری ہو جاتا ہے۔

ہمارے لکھاری ٹک ٹاکر کو ’حوا کی بیٹی‘ لکھ لکھ کر مرثیہ خوانی کرتے رہے۔ حالانکہ ہر دو لعنت۔ اچھالنے والے بھی، اور خود کو صلائے عام بنا کر قصداً ان کے حوصلے آزمانے، للکارنے والی کے لیے بھی۔ (حدیث میں ناظر ومنظور پر لعنت کی گئی ہے۔) سافٹ امیج کے سرابوں نے ہمیں یہ دن کھائے۔ یوم آزادی پر رکشے پر جانے والی عورت محفوظ، نہ کمسن بچے بچیاں، یہ دو یوم آزادی ساتھ ساتھ چلے۔ 14 اگست مینار پاکستان والا اور 15 اگست فتح کابل والا۔ بیس سال کا حاصل! صاحب ایمان افغان عورت ہر روپ میں طالبان کے پس پشت عزیمت کا پہاڑ بن کر یتیمی، بیوگی، بھوک افلاس سہتی رہی۔ وہ اس عظیم انقلاب میں ’مومن مرد اور مومن عورت ایک دوسرے کے رفیق ہیں‘ (التوبہ:71) کے مصداق عزت مآب تاریخ ساز عورت ہے۔ طالبانی فتح کا راز اس کی پاکبازی اور مصابرانہ رفاقت میں ہے!

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(31 اگست تا 6 ستمبر 2021ء)

منگل (31 اگست 2021ء) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر عطاء الرحمٰن عارف اور خورشید انجم سے نائب امیر کے ہمراہ ملاقات کی۔ شام کو ’نفاذِ دین اسلام مہم‘ کے حوالہ سے ’زمانہ گواہ ہے‘ کے پروگرام کے لیے ریکارڈنگ کرائی۔ رات کراچی واپسی ہوئی۔

بدھ و جمعرات (یکم و 2 ستمبر) کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔

جمعہ (3 ستمبر) کو جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (4 ستمبر) کی شام طے شدہ پروگرام کے مطابق حلقہ پنجاب شمالی کے دورہ کے لیے اسلام آباد روانگی ہوئی۔ رات 8 بجے مرکز حلقہ میں کچھ احباب کے ساتھ ایک نشست ہوئی جس میں تنظیم اسلامی کی دعوت پر 40 منٹ گفتگو کی۔ بعد ازاں سوال و جواب کی نشست رہی۔ نماز عشاء کے بعد عشائیہ میں شرکت کی۔

اتوار (5 ستمبر) کی صبح ایک رفیق اور ایک حبیب سے ملاقاتیں رہیں۔ بعد ازاں مسجد جامع القرآن، پیھونٹ میں حلقہ کے اجتماع میں رفقاء سے ملاقات کی۔ امراء مقامی تناظیم سے تعارف ہوا۔ پھر نئے رفقاء سے تعارف حاصل کیا۔ بعد ازاں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ پھر رفقاء سے تقریباً پون گھنٹہ کچھ تذکیری گفتگو کی۔ بعد ازاں مبتدی و ملتزم رفقاء نے بالمشافہ بیعت کی سعادت حاصل کی۔ سہ پہر ساڑھے تین بجے حلقہ کے معاونین، امراء، نقباء اور مقامی تناظیم کے ذمہ داران سے نشست ہوئی جو 5 بجے تک جاری رہی۔ بعد نماز عصر پیھونٹ سے اسلام آباد آنا ہوا۔ بعد نماز مغرب ایک رفیق تنظیم کے گھر پر کچھ نوجوان طلبہ سے دو گھنٹے ملاقات اور سوال و جواب کی نشست ہوئی اور تذکیری خطاب بھی کیا۔ ڈاکٹر ضمیر اختر خان کے ہاں رات کا قیام کیا۔

پیر (6 ستمبر) کو پیھونٹ روانگی ہوئی جہاں پر مبتدی و ملتزم تربیتی کورسز میں شریک رفقاء سے خطاب کیا۔ یہ پروگرام نماز ظہر تک جاری رہا۔ شام کو کراچی واپسی ہوئی۔ وہاں معمول کی مصروفیات رہیں۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

جمعہ کے دن کی عظمت

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

لفظ جمعہ ''جمع'' سے مشتق ہے جس کا معنی ہے جمع ہونا، اکٹھا ہونا۔ چونکہ اس دن مختلف علاقوں، مختلف جگہوں اور مختلف مقامات سے مسلمان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور نماز جمعہ ادا کرتے ہیں اس لیے اس دن کو جمعہ کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسا دن کہ جس میں تمام مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی ایک مخصوص عبادت نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ نیز اسی وجہ سے جس مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے اس کو ''جامع مسجد'' کہا جاتا ہے۔

جمعہ کا دن ہفتے کے سات دنوں میں سردار دن ہے۔ اس دن کی فضیلت نہایت قدیم ہے۔ جمعہ کے دن حضرت آدم ؑ پیدا ہوئے۔ اسی دن ان کو زمین پر اتارا گیا اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔

ہمارے مسلمان بھائی اس دن کی فضیلت سے غافل ہیں۔ جمعہ کے دن ظہر کی نماز کی بجائے نماز جمعہ کی دو رکعات پڑھی جاتی ہیں اور باقی دو رکعات کے قائم مقام نماز سے قبل خطبہ ہوتا ہے جس میں خطیب اسلامی تعلیمات سے روشناس کراتا ہے۔ نماز پنجگانہ کی اہمیت سے ہر مسلمان واقف ہے لیکن مسلمانوں کی کثیر تعداد بے نمازی ہے۔ جمعہ کی نماز فرض نمازوں میں بھی اہم تر ہے۔ قرآن مجید میں ایک سورت کا نام سورۃ الجمعہ ہے جس میں حکم دیا گیا ہے کہ جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے اذان دی جائے تو سب کام خرید و فروخت وغیرہ چھوڑ کر نماز جمعہ کی تیاری میں لگ جاؤ۔ اسی میں بھلائی ہے اور جب نماز سے فراغت ہو جائے تو مسجد سے نکل کر اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہو جاؤ اور اللہ کے ذکر کو کسی وقت بھی فراموش نہ کیا جائے۔

جمعہ کی نماز کی تیاری کے لیے خصوصی حکم دیا گیا ہے۔ سیدنا سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے جتنا ہو سکے پاکی کا اہتمام کرتا ہے اور خوشبو لگاتا ہے، پھر گھر سے مسجد جاتا ہے۔ مسجد پہنچ کر جو دو آدمی پہلے سے ساتھ بیٹھے ہوں ان کے درمیان نہیں بیٹھتا اور جتنی توفیق ہو جمعہ سے پہلے نماز پڑھتا ہے۔ پھر جب امام خطبہ دیتا ہے اس کو توجہ سے سنتا ہے تو اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے مسجد جانے کا اوّل وقت میں جانے کا اہتمام کرنا چاہیے اور خطبہ سے پہلے اذکار مسنونہ میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اکثر نمازی نماز کے قیام سے چند منٹ پہلے یا عین تکبیر تحریمہ کے وقت مسجد میں پہنچتے ہیں۔ خطیب خطبہ شروع کرتا ہے تو گنتی کے چند لوگ ہی موجود ہوتے ہیں جس سے خطیب پر بھی اچھا اثر نہیں پڑتا۔ یہ انداز بدلنے کے لائق ہے۔ مسجد میں جلدی پہنچ کر پہلے اردو وعظ سننا چاہیے تاکہ مسائل سے آگاہی ہو اور بعد ازاں مسنون عربی خطبہ پورے دھیان اور توجہ سے سننا چاہیے۔

خطیب حضرات کو چاہیے کہ ان کا خطاب قرآن اور حدیث کی تعلیمات پر مبنی ہو۔ جمعہ کے دن مسجد میں اوّل وقت پہنچنے کے بارے میں سیدنا ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے۔ فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پہلے آنے والے کا نام پہلے اس کے بعد آنے والے کا نام اس کے بعد لکھتے ہیں جو جمعہ کی نماز کے لیے جلدی جاتا ہے اسے اونٹ صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے، اس سے بعد والے کو گائے صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے، اس کے بعد آنے والے کو مینڈھا، اس کے بعد آنے والے کو مرغی، اس کے بعد آنے والے کو انڈہ صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ جب امام خطبہ دینے کے لیے آتا ہے تو فرشتے اپنے وہ رجسٹر جن میں آنے والوں کے نام لکھے گئے ہیں لپیٹ دیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

گویا اس کے بعد آنے والے چھوٹی سے چھوٹی قربانی کے ثواب سے بھی محروم رہتے ہیں۔ خطبے کی اہمیت دیکھیے کہ فرشتے بھی لوگوں کے نام لکھنے چھوڑ کر خود خطبہ سننے میں لگ جاتے ہیں۔ جمعہ کے دن جلدی پہنچے والے کتنے اچھے ہیں کہ بغیر خرچے کے قربانی کا ثواب پا لیتے ہیں۔ اس کے برعکس اُن نمازیوں کی محرومی کا اندازہ لگائیے جو غفلت کے باعث قربانی کا ثواب چھوڑ دیتے ہیں جو آسانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

جمعہ کے دن کی اہمیت کو نہ سمجھنا نہ صرف غفلت ہے بلکہ بڑے خسارے کی بات اور بے حساب ثواب کمانے سے محرومی کا باعث ہے حدیث میں جمعہ کے دن کو مسلمانوں کی عید بتایا گیا ہے۔ اس دن غسل کرنے۔ خوشبو لگانے، ناخن کاٹنے، لبیں ترشوانے، مسواک کرنے اور اچھے کپڑے پہننے کا حکم ہے۔ جمعہ کے دن پہننے کے لیے کپڑوں کا ایک خاص جوڑا بنا کر رکھ لینا چاہیے۔

جمعہ کی نماز کی اہمیت کے پیش نظر مسجد میں پہنچے اور وہاں ادب سے بیٹھنے کی تاکید ہے۔ اردو اور عربی خطبہ پورے دھیان سے سنا جائے۔

جمعہ کے دن بعض لوگ آخر میں آ کر لوگوں کو پھلانگ کر آگے جا کر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں جو ایک ناپسندیدہ عمل اور گناہ کا باعث ہے۔ جسے اگلی صفوں میں بیٹھنے کی خواہش ہو وہ دوسروں سے پہلے مسجد میں پہنچے اور پہلے آنے والوں کے لیے تنگی کا باعث نہ بنے۔ نماز جمعہ کی فرضیت سے صرف پانچ قسم کے آدمی مستثنیٰ ہیں۔ ایک غلام، دوسرے عورت، تیسرا نابالغ بچہ، چوتھا بیمار اور پانچواں مسافر۔ اس کے علاوہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جمعہ کی نماز میں حاضر ہو۔

نماز جمعہ کی اہمیت کے متعلق آپؐ نے بڑی تاکید فرمائی ہے اور چھوڑنے والوں کو سخت تنبیہہ کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ ؓ دونوں سے روایت ہے کہ ہم نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپؐ برسر منبر فرما رہے تھے کہ جمعہ چھوڑنے والے لوگ یا تو اپنی اس حرکت سے باز آ جائیں یا یہ ہوگا کہ ان کے اس گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافلوں ہی میں سے ہو جائیں گے۔ (یعنی وہ نیک عمل کی توفیق سے محروم رہ جائیں گے)۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابوالجعد ضمری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی بلا عذر غفلت اور سہل انگاری کی وجہ سے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داوٗد)

ویسے تو مسنون اوراد و وظائف کا ہر وقت اہتمام کرنا چاہیے یہ آسان عمل کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔ تاہم فضیلت کی وجہ سے جمعہ کے دن اذکار کی مشغولیت کا بڑا ثواب ہے۔ پھر جمعہ کا خاص (باقی صفحہ 17 پر)

حاصلِ زندگی

پروفیسر عبداللہ شاہین

پچھلے دنوں مجھے دریائے چناب کے قریب واقع زمینداروں کے ایک ڈیرہ پر جانے کا اتفاق ہوا۔ جہاں میں نے دیکھا کہ اُنہوں نے چند بھینیس رکھی ہوئی ہیں، جن کا دُودھ پیتے ہیں۔ اپنی مختصر زمین میں گندم اُگاتے ہیں، جس سے پیٹ بھرتے ہیں۔ ڈیرہ کے ایک کونہ میں ایک چبوترہ بنایا ہوا ہے۔ جس کو چھپر سے ڈھکا ہوا ہے۔ جسے بطور ''مسجد'' استعمال کرتے ہیں اور وہاں قیام، رکوع، سجود سے اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ اپنے بچوں کو قرآن پڑھایا ہوا ہے۔ جو ﴿ اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ؁ ﴾ ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔'' پر عمل کرتے ہیں۔ اُنہیں کسی انگریزی اسکول کی تلاش نہیں۔ کسی یونیفارم کی ضرورت نہیں بلکہ اپنی مادری زبان پر اکتفا کرتے ہیں۔ بچے کھیتی باڑی کا ہنر جانتے ہیں۔ جوان ہوتے ہیں تو چچا، تایا، ماموں اور خالائیں، پھوپھیاں ایک دوسرے کی اولاد سے بیاہ کر دیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ غیر ملکی تعلیم کے حصول میں جوانی کی سرحدوں کو پار کر جائیں یا اپنی ''شہوانی'' اشتہا کو طرح طرح کے ناجائز ذرائع سے پورا کرتے رہیں۔ بلکہ بروقت ''نکاح'' کے جائز رشتہ سے منسلک ہو جانے کے باعث اطمینان بخش ازدواجی زندگی گزارتے ہیں۔

یہ ہے مختصر اور آسان زندگی، جس کی مدتِ حیات پوری ہو جانے کے بعد خاندان کا ہر فرد باری باری زیرِ زمین دفن کر دیا جاتا ہے۔ بچھڑنے والوں کا فطری غم تین دن کے سوگ میں گزارتے ہیں۔ اور پھر اپنی معمول کی گزر بسر شروع کر دیتے ہیں۔ اُنہیں کسی ''سالگرہ'' یا ''برسی'' سے کوئی سروکار نہیں۔ ''سادہ لوح کسان، زندگی آسان'' یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد مجھے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی درج ذیل حدیث کا صحیح مفہوم سمجھنے کا موقعہ ملا جس کے راوی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت فتنہ (کا دور) واقع ہو جائے تو جس کے پاس اُونٹ ہوں، وہ اپنے اُونٹوں سے جا ملے اور جس کے پاس بکریاں ہوں، وہ اپنی بکریوں کے ساتھ جا ملے (یعنی اونٹوں اور بکریوں کا دودھ پی کر گزارہ کرے)۔ جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین سے جا ملے۔ (یعنی کھیتی باڑی پر گزارا کر لے)۔ روایت کیا اس کو ''مسلم'' نے اور مشکوٰۃ شریف کے باب الفتن میں بھی یہ حدیث ہے۔ اس کی تائید و تاکید ایک اور مزید نازک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جس کے راوی ابوسعید رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہے کہ آدمی کا بہترین مال بکریاں ہوں۔ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش برسنے کی جگہوں پر ان کے پیچھے جائے گا اور اپنے ''دین'' کو فتنے سے بچائے گا۔ (روایت کیا اس کو بخاری نے)

اس سے ثابت ہوا کہ اپنے دین اسلام کو بچانا ہی حاصل زندگی ہے۔ تکلفات میں پڑنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو روئے زمین پر اُتارا ہی اس لیے کہ وہ ''خوراک'' ''پوشاک'' اور رہائش، کی بنیادی ضروریات پر اکتفا کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت میں زندگی گزارے۔ یہی حاصل زندگی ہے اور یہی مطلوب رب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین! ۞

بقیہ: جمعہ کے دن کی عظمت

وظیفہ درود شریف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم لوگ جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کیا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے۔ (ابوداؤد، النسائی)

جس طرح رمضان شریف کا خاص وظیفہ تلاوت قرآن مجید ہے۔ اسی طرح جمعہ کے دن کا خاص وظیفہ درود شریف ہے۔ اسی طرح جمعہ کے دن سورۃ الکہف پڑھنے کی بھی خصوصی اہمیت ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی'' میں

یکم تا 03 اکتوبر 2021ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

نقباء کورس (نئے و متوقع نقباء کے لیے) کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

❁❁❁

03 تا 10 اکتوبر 2021ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب نمبر1)

فکری و عملی رہنمائی کورس کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء و احباب اس میں شامل ہوں

اور

08 تا 10 اکتوبر 2021ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب نمبر2)

حزب اللہ کے اوصاف

اور

امیر اور مامورین کا باہمی تعلق

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ملتزم رفقاء شامل ہوں،

برائے رابطہ: 021-34306041

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-(042)35473375

Infrastructure of war-crimes

War of invasion is not a one-man's job. It needs a collaborative cultural, intellectual, and political milieu. It needs a huge army of people not only in the field of war but also in the intellectual and media fields. Such media people and intellectuals are indeed the ideological soldiers for war crimes. Because of them, evil ideologies like imperialism, colonialism, racism, supremacism, and fascism could spread as ideological epidemics. The west has proven to be the most fertile land for that. This is why the highly genocidal wars like a war of occupation, ethnic cleansing, and World War could get so much massive growth in the west. In imperialists countries, all stakeholders are fed on colonial loot on other people's lands. Hence most people of an imperialist country feel it a patriotic duty to support every invasion, every occupation, and every loot in foreign lands. So, invasion in Afghanistan and Iraq could get so popular in the west. The illegal wars gave easy electoral victory to proven war criminals like George W. Bush in the USA and Tony Blair in the UK.

Every Western war generates war crimes. An illegal war creates more robust war crimes. Since the USA did the highest number of wars in the last one hundred years, committed the highest number of war crimes in the same period. They even dropped nuclear bombs. They raised Guantanamo Bay like prison complex to conduct torture on an industrial scale. After the US occupation of Afghanistan, the whole country became a Death Valley for those who didn't accept the invasion –especially the Taliban. An Irish filmmaker Jamie Doran and Afghan journalist Najibullah Quraishi made a documentary "The Convoy of Death" on the war crimes committed by the Junbish-i-Milli faction of the Afghan Northern Alliance under General Abdul Rashid Dostum. The crimes were committed against Taliban fighters. General Dostum was a partner of the US invasion. The Taliban fighters, who had surrendered to Dostum's troops after November 2001 seize of Kunduz, were transported to Shebenghan prison in sealed containers –like loads of potato sacs. The prisoners had their hands tied together. As per the estimate of the human rights groups, hundreds or thousands of them died during and after the long transit. They died of suffocation, congestion, and extreme cold. It was horrific war crimes.

The USA administration is now making a huge noise on the Taliban's policy on human rights but remained silent on such genocidal massacres of 2002. Under their rule, the survival rights of the Taliban were denied. It is no more secret that in such mass killings, the US military personnel were present and complicit. Dasht-i-Latif is another such horrific massacre. A Newsweek report in August 2002, based on a leaked UN memo, did confirm the presence of mass graves in the Dasht-i-Latif. The documentaries on such war-crimes were shown in German, French, and other European media. But, not unsurprisingly, documentaries of such massacres were not allowed to show in the US media. More than half a million Iraqi children died during the USA-imposed embargo during President Bill Clinton's era. Leaked pictures even by the US soldiers tell a lot about such crimes. Making fun with the bodies of the prisoners and killings innocents became sports of the American soldiers in both Iraq and Afghanistan. In Abu Gharib prison, they

American soldiers in both Iraq and Afghanistan. In Abu Gharib prison, they forced the prisoners to be naked and made pyramids with their naked bodies. John Pilger in his documentary "The war you don't see" showed how the American snippers desperately opened fire on unarmed Iraqis. Some soldiers opened fire even on wounded civilians. These are the tips of the iceberg.

The western media are demonizing the Taliban as anti-women, anti-children, and anti-human rights. After the defeat, they are now reiterating the same old war cry. They tell that they have the moral duty to defend western values, human rights, women's rights, and children's rights. In the past, in the same way, they also justified their invasion, occupation, ethnic cleansing, and colonization of other people's lands. Now they are very unhappy with President Biden's disgraceful withdrawal. They think, if the USA had continued its occupation in Afghanistan for another 5, 10, or 20 years, western values in Afghanistan would have been better implanted. It shows how the western rulers, the intellectuals, and the media elites are captive within the imperial hubris. Some of themeven label such invasion, occupation, and colonization as so-called moral imperialism. This is ridiculous. Muslims have their own understanding of freedom, human values, and women's rights that are incompatible with western values. For the western leaders and intellectuals, removal of hijab, free mixing, free dating, and extra-marital living together are the markers of women's rights. Whereas, a practicing Muslim woman can never take off her hijab in public. Nor can she engage in free mixing or extra-marital living together. These are rebellions against All-Powerful Allah (SWT) that takes one to the hellfire. So, these are incompatible with the Islamic faith.

Do the western leaders possess any moral authority to lecture Afghan Taliban or any Muslim on the right of women and children? In fact, Talibanwere mobilized in the first place to protect women from the rape and atrocities of the predator warlords that took control of Afghanistan after the fall of pro-Soviet President Najibullah. They started their war by hanging one of the most notorious sex predator warlords of Kandahar. The rapid rise in popularity of the Taliban indeed owes to such heroic acts against criminals.

On 24 August 2021, the United Nations Human Rights Council announced its worries about the human rights violation in Afghanistan at the hands of the Taliban. The same UN organization slept for 20 years of USA occupation of Afghanistan. They didn't utter a single sentence condemning aerial bombings, killings of men, women, and children, and destruction of cities and villages. As if, there was no human rights violation in Afghanistan during 20 years of the US-led NATO occupation. Now, after the defeat of the USA, they have come out of the deep slumber and discovered human rights and women's rights violations everywhere in Afghanistan. Now they express their worries and give lectures on those violations. If the western leaders have any interest in democracy, human rights, and women's rights, they should have focused their attention onfixing their own rotten civilization. Instead of lecturing, they should have also saved Palestinians from Israeli and Kashmiris from Indian atrocities.

Courtesy:*Dr. Firoz Mahboob Kamal*

Source:*An extract from the article "Crimes and defeat of the USA in Afghanistan and crucial tests for the Taliban" by the author posted on the blog http://www.drfirozmahboobkamal.com/*

Vol:30 Regd. No. C.P.L NO.114 No.35

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore